ضربِ حسینی

درجواب

حضرت علیؓ نے جنگ کیوں نہیں کی

تصنیف و تحقیق : مولوی بُگا

منجانب : سنی دفاع کونسل

فہرست

سنی اعتراض:

جب خلفا ثلاثہ نے اتنا اہلبیت پر ظلم کیا تھا کہ بی بی فاطمہؑ کو بقول شیعہ تین گھنٹے اپنے دربار میں کھڑا رکھا اور اس کی پیش کردہ گواہی کو رد کیا اور ان کی پیش کردہ تحریر کو تمام صحابہ کے سامنے پھاڑ دیا اور بی بی کی تذلیل کی گئی اور ان کی نسبت نبی کو بھی ملحوظ خاطر نا رکھا گیا پھر اسی پر صرف اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ حضرت عمرؓ نے بی بی فاطمہ کے دروازے پر آگ پھینکی اور وہ دروازہ بی بی کے پیٹ پر گرا جس سے بی بی فاطمہ کا حمل ضائع ہو گیا اور اور بی بی اسی دکھ و تکلیف میں وفات پا گئی اور چپکے سے آپ کا جنازہ پڑھ لیا گیا، جب کہ سوچنے والی بات ہے وہ علی جس کا لقب حیدر کرار ہے کیسے اتنا بزدل ہو سکتا کہ اتنا سب کچھ اس کی بیوی کے ساتھ ہوتا رہا وہ چپ کرکے سب کچھ دیکھتا رہا اور حتی کے اپنی بیوی کے دفاع کے واسطے بھی کوئی تلوار نہیں اٹھائی الٹا ان خلفا کی بیت کر لی۔

شیعہ جواب:

حضرت علی (علیہ السلام) نے جنگ کیوں نہیں کی؟

برادران اهلسنت و اکثر وهابی یه سوال کرتے هیں که

اگر شیخین نے سیده فاطمه علیهاالسلام پر ظلم کیا تھا تو حضرت علی علیه السلام کیوں خاموش رهے، تم شیعه ان کو بزدل سمجھتے هو وغیره وغیره

تو جوابا عرض ھے کہ شیعہ امت کی امامت کو الھی عھدہ سمجھتے ھیں تو الھی عھدہ دار کیلیے وصیت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اور دین کی سلامتی سب سے مقدم ھوتی ھے رسول پاک ص کے بعد بہت سارے فتنے اٹھ کھڑے ھوئے تھے مسلمان مرتد ھو رھے تھے

مسیلمہ کذاب کا واقعہ سب کو معلوم ھے ایسے میں اگر حضرت علی علیہ السلام بھی تلوار اٹھا لیتے تو اسلام کا روز اول ھی آخری ثابت ھوتا

اہلسنت علماء اعتراف کرتے ھیں کہ دین حضرت علی علیہ السلام ھی کی تلوار سے بچا تو جو تلوار دین کی بقاء کیلیے اٹھتی تھی وہ اسلام کی نابودی کیلیے کیسے بلند ھوسکتی تھی؟

ابوسفیان نے جب حضرت علی علیہ السلام سے کہا خلافت بنو ھاشم کا حق ھے تم ابوبکر و عمر سے افضل ھو اپنے حق کیلیے اٹھ کھڑے ھو تو میں مدینہ کو فوجوں سے بھر دوں گا، تو حضرت علی علیہ السلام ابوسفیان کی چال سمجھ گئے کہ یہ مسلمانوں کو فتنہ میں مبتلاء کرکے اسلام کی نابودی چاھتا ھے تو آپ نے اسے جواب دیا کہ میرے لیے اسلام کی سلامتی سب سے مقدم ھےاور رسول پاک۔ص نے مجھ سے عھد لیا تھا(1)

اور رسول پاک ص کی وصیت پر عمل کرنا حضرت علی علیہ السلام نے مقدم جانا

اہلسنت کی کتب میں روایت نقل ھے

کہ رسول پاک ص نے فرمایا

یا علی عنقریب میرے بعد اختلاف پیدا ھوگا اس وقت تم اپنے آپ کو سلامت رکھ سکنا تو خود کو بچائے رکھنا (2)

انہ سیکون بعدی اختلاف او امر فان استعطت ان تکون السلم فافعل

علامہ سیوطی خصائص الکبری میں ابویعلی حاکم ابونعیم سے ایک روایت نقل کرتے ھوئے کہتے ھیں

حضرت علی نے فرمایا رسول پاک ص نے مجھ سے جو عھد لیے ھیں ان میں سے ایک یہ ھے کہ آپؑ کے بعد امت میرے ساتھ بے وفائی کرے گی

دوسری روایت میں لکھتے ھیں

حضرت ابن عباس سے روایت ھے کہ رسول پاک ص نے حضرت علی سے فرمایا

میرے بعد تم کو بہت تکلیفیں پہنچیں گی،

حضرت علی نے پوچھا کیا دین کی سلامتی میں یہ تکلیفیں پہنچیں گی؟

رسول پاک ص نے فرمایا ھاں (3)

کنزالعمال میں روایت ھے کہ

رسول پاک ص نے حضرت علی کو فرمایا میرے بعد تم کو سخت مشقت اٹھانی پڑے گی۔

تو حضرت علی نے پوچھا کیا میرا دین سلامت رھے گا؟

رسول پاک ص نے فرمایا ھاں

دوسری روایت ھے کہ رسول پاک ص نے حضرت علی سے فرمایا

میرے بعد امت تم سے بےوفائی کرے گی تم میرے دین پر قائم رھوگے اور میری سنت پر شھید کیے جاؤ گے۔

تیسری روایت کنزالعمال کی ھے کہ رسول پاک ص نے فرمایا

یاعلی لوگوں کے دلوں میں تمھارے لیے کینہ ھے جو میرے بعد ظاھر ھوگا(4)

مدارج النبوہ میں محدث دھلوی اور معارج النبوہ میں ملا معین الکاشفی ایک حدیث نقل کرتے ھیں کہ

رسول اکرم ص نے حضرت علی سے فرمایا میرے بعد بہت سی ناگوار باتیں تم کو پیش آئیں گی دل تنگ نہ کرنا اور صبر کرنا جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کو چاھنے لگے ھیں تو آخرت کو اختیار کرنا(5)

ان تمام احادیث سے ثابت ھوتا ھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی علیہ السلام کو پیش آنےوالے حادثات کے بارے میں آگاہ کردیا تھا اور حضرت علی نے بطور احسن اپنے وظیفہ کو انجام دیتے ھوئے وصیت رسول.ص کو مقدم کرتے ھوئے دین کی سلامتی کو عزیز رکھا

وگرنہ حضرت علی کی تلوار اگر اٹھ جاتی تو اسلام پر نجانے کیسی مصیبت ٹوٹ پڑتی اور اسلام کے اولین روز ھی آخری ثابت ھوتے

تاریخ و حدیث سے دلچسپی رکھنے والے افراد جانتے ھیں کہ حضرت علی و حضرات شیخین میں زمین و آسمان کا فرق تھا ، حضرت علیؑ کیلیے سیرت رسول.ص اور دین ھی سب کچھ تھا اور شیخین کیلیے دنیا کی حکومت سب کچھ تھی

اس کا ثبوت رسول اکرم.ص کی وفات و کفن دفن کے وقت شیخین کا سقیفہ میں خلافت کے جوڑ توڑ میں مصروف ھونا ھے

اسامہ کے لشکر میں بھی حضرات اسی وجہ سے شرکت نہیں کرسکے کہ رسول پاک۔ص بیمار ہیں اگر فوت ھوگئے تو خلافت حضرت علی کو مل جائے گی۔

حضرت علی علیہ السلام کا سیدہ فاطمہ علیھاالسلام پر ظلم کے وقت خاموش رہنے کی وجہ ظاھر ھوچکی اس کے بعد حدیث میں واضح طور پر وارد ھے کہ جب شیخین حضرت علی کے گھر میں داخل ھوئے اور سیدہ پر ظلم کیا تو

حضرت علی علیہ السلام نے عمر کو گردن سے پکڑا اور فرمایا اگر رسول پاک.ص مجھے وصیت نہ کرچکے ھوتے تو تم یہ جان لیتے کہ علی علیہ السلام کے گھر میں کیسے داخل ھوا جاتا ھے (6)

خلاصہ :

مولا علی کا تلوار نا اٹھانے کا پانچ بڑے اسباب تھے

امدینے میں منافقین کا وجود

مدینے میں سازشی دماغوں کا وجود تاریخ نے ان لوگوں طلقا کا کہا گیا ہے یہ وہ لوگ تھے جنکو ۲ رسول نے فتح مکہ کے موقعے پر کہاں اذھبو طلقا جاوں تم آزاد ہوں

مدینے میں نبی کے بعد نبوت کے دعوا کرنے والے لوگ مسلمہ کذاب جیسے لوگ ۳

مرتد وہ لوگ جنھوں نے اسلام سے ہی ھاتھ اٹھا لیا رسول کے بعد ۴

روم کا خطرہ ۵

اب چار داخلی دشمن اور ایک باھر سے اب اس عالم میں مولا تلوار کیسے اٹھاے ۔۔۔اب اگر مولا تلوار اٹھاتا ہے تو اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے پھر وہ سازشی لوگ منافقین اور مرتد تو مکمل طور پر غالب آجاتے پھر اسلام کا تو کوئی نام نشان نہیں بچتا

تو جو حقیقی وارث ہوگا اس کو احساس ہوگا کے مجھے کیا کرنا چاھیے تو مولا نے صبر کرکے دین کی حفاظت کی نہیں اس وجہ سے کے مولا کو تلوار چلانا نہیں آتا تھا ۔۔۔

حوالہ جات:

۱-شرح نھج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 3 ص 174

۲-مسند احمد بن حنبل۔ تحقیق احمد محمد شاکر ج 1 ص 469،التاریخ الکبیر القسم الاول من الجزالاول ص 441، مجمع الزوائد تحقیق عبدالقادر احمد عطاء ج 7 ص 336

۳- الخصائص الکبری سیوطی ج2 ص 279

۴-کنزالعمال ج 2 ص 292+ج7 ص 87

۵- مدارج النبوہ ج 2 ص 500+ معارج النبوہ ج 3 ص 500

۶- کتاب سلیم بن قیس الھلالی ص 150

برھان اول:

سنی جواب الجواب:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ :

ابن الحدید نامی شخص شیعہ تھا اور اپنے آپ کو معتزلی ظاہر کرتا تھا

عزالدین عبدالحمید بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید المدائنی الفاضل الادیب المؤرخ الحکیم الشاعر نہج البلاغہ کا شارح ہے اور سات مشہور قصیدوں کا قائل ہے۔ مذہب کے اعتبار سے معتزلہ تھا، جیسا کہ اپنے بارے میں خود اسے معتزلہ ہونے کا اقرار ہے اور یہ اقرار اس نے ایک قصیدے میں کہا، جو اس نے حضرت علی المرتضی کی شان میں کہا:

اور میں اپنے آپ کو معتزلہ سمجھتا ہوں،

اور میں آپ کی وجہ سے ہر شیعہ کہلانے والے کو دل سے چاہتا ہوں۔

(الکنی والالقاب جلد اوّل ص 239)



ابن أبي الحديد

عزّ الدين عبد الحميد بن محمّد بن محمّد بن الحسين بن أبي الحديد المدائني

٢٠٧ الفاضل الأديب المؤرّخ الحكيم الشاعر، شارح نهج البلاغة المكرّمة، وصاحب القصائد السبع المشهورة [٣]. كان مذهبه الاعتزال كما شهد لنفسه في إحدى قصائده في مدح أمير المؤمنين عليه السلام بقوله:

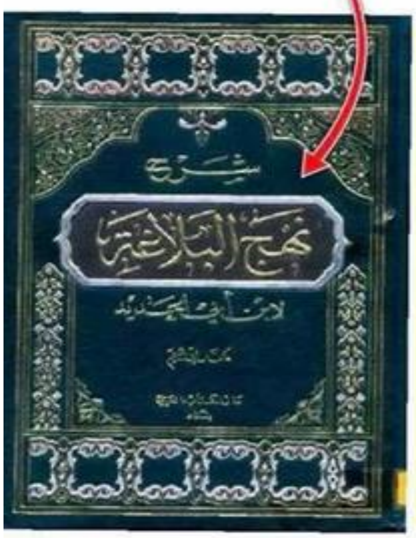
(١) بحار الأنوار ٥٠١:١٠٥ ـ ١٧. (٢) الدرر الكامنة ١:٣٢٩، الرقم ٨٢٦. (٣) كشف الظنون ٢: ٩٧٧.

ورأيت دين الاعتزال وإنّني ... أهوى لأجلك كلّ من يتشيّع [١]

كان مولده غرّة ذي الحجّة سنة ٥٨٦ (ثفو) وتوفّي ببغداد سنة ٦٥٥ (خنه) [٢]. يروي آية الله العلّامة الحلّي عن أبيه عنه [٣]. والمدائني: نسبة إلى المدائن. ويأتي ما يتعلّق به في المدائني.

(١) القصائد العلويّات: ١٤٤. (٢) البداية والنهاية ١٣: ١٩٩ ـ ٢٠٠، راجع النسب.
(٣) روضات الجنّات ٥: ٢٣، الرقم ٤٣١. (٤) رجال الطوسي: ٤١١، الرقم ٤٢.
(٥) تذكرة الحفاظ ٣: ٨٨٤، الرقم ٨٥٢، ولسان الميزان ١: ٢٦٨، الرقم ٨٢٤. (٦ و٨) البداية والنهاية ١١: ٧١.
(٧) كشف الظنون ٢: ١٢٥٢.

شرح ابن ابی الحدید ایک شیعہ کتاب ہے۔



◆ ابن ابی الحدید تشیع پسند تھا۔ (شیخ عباس قمی) ◆
عزالدین عبدالحمید بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید المدائنی الفاضل الادیب المؤرخ الحکیم الشاعر نہج البلاغہ کا شارح ہے اور سات مشہور قصیدوں کا قائل ہے۔ مذہب کے اعتبار سے معتزلہ تھا، جیسا کہ اپنے بارے میں خود اسے معتزلہ ہونے کا اقرار ہے اور یہ اقرار اس نے ایک قصیدے میں کہا، جو اس نے حضرت علی المرتضی کی شان میں کہا

👈 اور میں اپنے آپ کو معتزلہ سمجھتا ہوں، اور میں آپ کی وجہ سے ہر شیعہ کہلانے والے کو دل سے چاہتا ہوں۔

(الکنی والالقاب جلد اوّل ص 239)

شرح نهج البلاغة

لابن أبي الحديد

تحقيق

محمد أبو الفضل إبراهيم

دار إحياء الكتب العربية

عيسى البابي الحلبي وشركاه

٣ — ابن أبي الحديد

ومؤلف هذا الشرح هو عز الدين أبو حامد بن هبة الله بن محمد بن محمد بن الحسين ابن أبي الحديد المدائني؛ أحد جهابذة العلماء، وأثبات المؤرخين؛ ممن نجم في العصر العباسي الثاني؛ أزهى العصور الإسلامية إنتاجا وتأليفا؛ وأحفلها بالشعراء والكتاب والأدباء، والمؤرخين واللغويين وأصحاب المعاجم والموسوعات.

كان فقيها أصوليا؛ وله في ذلك مصنفات معروفة مشهورة؛ وكان متكلما جدليا نظارا؛ اصطنع مذهب الاعتزال؛ وعلى أساسه جادل وناظر، وحاج وناقش؛ وفي شرح النهج وكثير من كتبه آراء منثورة مما ذهب إليه، وله مع الأشعري والغزالي والرازي كتب ومواقف.

وكان أديبا ناقدا، ثاقب النظر، خبيرا بمحاسن الكلام ومساوئه، وكتابه "الفلك الدائر على المثل السائر" دليل على بعد غوره، ورسوخ قدمه في نقد الشعر وفنون البيان.

ثم كان أديبا متضلعا في فنون الأدب، متقنا لعلوم اللسان، عارفا بأخبار العرب، مطلعا على لغاتها، جامعا لخطبها ومنافراتها، راويا لأشعارها وأمثالها، حافظا لملحها وطرفها، قارئا مستوعبا لكل ما حوته الكتب والأسفار في زمانه.

وكان وراء هذا شاعرا عذب الورد، مشرق المعنى، متصرفا مجيدا؛ كما كان كاتبا بديع الإنشاء، حسن الترسل، ناصع البيان.

•••

ولد بالمدائن في غرة ذي الحجة سنة ست وثمانين وخمسمائة؛ ونشأ بها، وتلقى عن

شيوخها، ودرس المذاهب الكلامية فيها، ثم مال إلى مذهب الاعتزال منها؛ وكان الغالب على أهل المدائن التشيع والتطرف والمغالاة؛ فسار في دربهم، وتقيل مذهبهم، ونظم القصائد المعروفة بالعلويات السبع على طريقتهم، وفيها غالى وتشيع؛ وذهب به الإسراف في كثير من أبياتها كل مذهب؛ يقول في إحداها[1]:

علمُ الغيوبِ إليه غيرُ مدافَعٍ — والصبحُ أبيضُ مسفرٌ لا يُدفَعُ
وإليه في يوم المعادِ حسابُنا — وهو الملاذُ لنا غدًا والمفزَعُ
هذا اعتقادي قد كشفتُ غطاءَهُ — سيضرُّ معتقِدًا له أو ينفعُ
يا مَن له في أرضِ قلبي منزلٌ — نِعم المرادُ الرحبُ والمستربَعُ
وتكادُ نفسي أن تذوبَ صبابةً — خُلقًا وطبعًا لا كمَن يتطبَّعُ
ورأيتُ دينَ الاعتزالِ وإنني — أهوى لأجلك كلَّ مَن يتشيَّعُ
ولقد علمتُ بأنه لا بدَّ من — مهديِّكم وليومِه أتوقَّعُ
تحميه مِن جندِ الإلهِ كتائبٌ — كاليمِّ أقبلَ زاخرًا يتدفَّعُ
فيها لآلِ أبي الحديدِ صوارمٌ — مشهورةٌ ورماحُ خطٍّ شُرَّعُ
ورجالُ موتٍ مقدِمون كأنهم — أُسدُ العرينِ الرُّبدُ لا تتكعكعُ
تلك المنى إما أغِبْ عنها فلي — نفسٌ تنازعني وشوقٌ ينزِعُ
يا اللهُ لا أنسى الحسينَ وشِلوُهُ — تحتَ السنابكِ بالعراءِ موزَّعُ
متلفِّعًا حُمرَ الثيابِ وفي غدٍ — بالخُضرِ من فردوسِه يتلفَّعُ
تطأُ السنابكُ صدرَهُ وجبينَهُ — والأرضُ ترجُفُ خيفةً وتضعضعُ
والشمسُ ناشرةُ الذوائبِ ثاكلٌ — والدهرُ مشقوقُ الرداءِ مقنَّعُ

(١) العلويات السبع ١٦، ١٧.

ترجمہ: ابن ابی الحدید مدائن میں پیدا ہوا۔ اس کا سن پیدائش ۵۸۶ھ ہے۔ اور مدائن میں پرورش پائی۔ اور اسی کے شیوخ سے استفادہ کیا اور مذہب کلامیہ پڑھا۔ پھر اعتزال کی طرف پلٹ گیا۔ ان دنوں اہل مدائن میں شیعیت غالب تھی۔ اور اس بارے میں غلو اور ادھر ادھر کی بہت سی باتیں ان میں موجود تھیں۔ اس نے بھی ان کی روش اختیار کی۔

اور ان کے مذہب کو اپنا لیا۔ اس نے "علویات" نامی مشہور قصیدے بھی لکھے۔ جن میں اہل مدائن کے معتقدات بھی بیان کیے۔ ان میں اس نے غلو بھی کیا۔ اور تشیع کا اظہار بھی۔ ان قصائد میں بہت سے اشعار میں مذہب اعتزال کا اعتراف میں اظہار کیا۔ اسی کا ان قصائد میں ایک شعر یہ بھی ہے۔

"میں نے مذہب اعتزال اختیار کیا۔ اور تیری وجہ سے ہر اس شخص سے محبت کرتا ہوں، جو تشیع رکھتا ہے۔"



١١٠١

٤١٦................ **الكنى والألقاب** ...الكنى والألقاب / ج ١

ويحك يا نف
ما ينفع الإ
قلت: ويناسب
يا عبد كم لك
لابدّ يا عبد
إذا عرضت ع
توفّي بمكّة الم
وقد يطلق على
على بعض القصائد :

الها ناصح
، الصالح(١)

تأليف
المحدّث الشهير والمؤرخ الخبير
الحاج الشيخ عبّاس القمّي
المتوفى ١٣٥٩ هـ ق
الجزء الأوّل
مؤسسة النشر الإسلامي
التابعة لجماعة المدرّسين بقم المشرّفة

ترجمہ: ۴۱۰ ابن العلقمی: ابو طالب مؤید الدین محمد بن محمد بن علی العلقمی بغدادی شیعی مستعصم کا وزیر تھا، جو کہ بنی عباس کے خلفاء میں سے سب سے آخری خلیفہ تھا۔ یہ وزیر کافی تھا، ملکی معاملات کو تجربی سمجھتا تھا۔ اپنے دوستوں کا خیر خواہ تھا، مذہب میں کٹر امامی شیعہ تھا، بہت کا بعد علماء و زہاد سے محبت رکھنے والا تھا اسی کے لیے ابن ابی الحدید نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی، اور سات مشہور قصیدے بھی اسی کے حکم پر لکھے۔ ابن علقمی ۲ جمادی الآخرہ ۶۵۶ھ کو فوت ہوا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جسے شرف الدین ابو القاسم علی بن محمد کہتے ہیں۔

ابن العلقمي

٤١٠ هو الوزير أبو طالب مؤيّد الدين محمّد بن محمّد (أحمد ـ خ ل) بن عليّ العلقمي البغدادي الشيعي. كان وزير المعتصم آخر خلفاء بني العبّاس، وكان كافياً خبيراً بتدبير الملك ناصحاً لأصحابه، وكان رحمه الله إماميّ المذهب صحيح الاعتقاد رفيع الهمّة محبّاً للعلماء والزهّاد كثير المبار، ولأجله صنّف ابن أبي الحديد شرح النهج في عشرين مجلّداً والسبع العلويّات. توفّي في ٢ جمادى الآخرة سنة ٦٥٦ (خون)(٤).

وقد يطلق على ابنه شرف الدين أبي القاسم عليّ بن محمّد.

نہج البلاغہ کی شرح لکھنے کا حکم شیعہ وزیر ابن العلقمی نے دیا تھا اور لکھنے والا ابن ابی الحدید خود اپنا شیعہ ہونا تسلیم کرتا ہے تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اس شرح کو وہ مسلک اہل سنت کے مطابق اور ان کے معتقدات کے موافق تحریر کرے۔

سلیم ابن قیس ھلالی ایک شیعہ آدمی ہے اور اس کی کتاب سلیم تو خود شیعہ کے یہاں اختلافی ہے شیعوں کے یہاں یہی وہ کتاب ہے جس نے حملہ در فاطمہ کی جھوٹی کہانی لکھی۔

یہ کتاب (سلیم بن قیس) قابل بھروسہ نہیں ہے اور اس کی اکثر باتوں پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس کی روایات میں الجھاؤ اور تدلیس ہے۔ ایک مؤمن کو اس کی ہر ایک بات پر عمل کرنا اور یقین کرنا نہیں چاہئے۔

(کتاب تصحیح الاعتقاد الامامیہ صفحہ 149)



الكتاب المضاف (٦) إليه برواية أبان بن أبي عيّاش، فالمعنى فيه صحيح، غير أنّ هذا الكتاب غير موثوق به، ولا يجوز العمل على أكثره، وقد حصل فيه تخليط وتدليس، فينبغي للمتديّن أن يجتنب العمل بكلّ ما فيه، ولا يعوّل على جملته

(١) في المطبوعة: العداد.
(٢) خ.م: في.
(٣) خ.م: الأئمّة.
(٤) في المطبوعة: الطول.
(٥) في بعض النسخ: أمرع.
(٦) خ.م: مضافاً.

مُصَنَّفاتُ الشَّيخِ المُفيدِ

والتقليد لرواته (١) وليفزع إلى العلماء فيما تضمّنه من الأحاديث ليوقفوه (٢) على الصّحيح منها والفاسد، والله الموفّق للصّواب.

وأمّا ما تعلّق به أبو جعفر ـ رحمه الله ـ من حديث سليم الّذي رجع فيه إلى الكتاب المضاف (٦) إليه برواية أبان بن أبي عيّاش، فالمعنى فيه صحيح، غير أنّ هذا الكتاب غير موثوق به، ولا يجوز العمل على أكثره، وقد حصل فيه تخليط وتدليس، فينبغي للمتديّن أن يجتنب العمل بكلّ ما فيه، ولا يعوّل على جملته والتّقليد لرواته (١) وليفزع إلى العلماء فيما تضمّنه من الأحاديث ليوقفوه (٢) على الصّحيح منها والفاسد، والله الموفّق للصّواب.

آگ در بتول ایک جھوٹا واقعہ ہے۔ سلیم بن قیس بھی اہل تشیع کے ہاں غیر معتبر کتاب ہے۔

]



[الجزء الثاني من رجال ابن داود]

بسم الله الرحمن الرحيم

أمّا بعد حمدالله تعالى على إفضاله ، و الصلاة على سيّدنا محمّد النّبيّ وآله فإنّي لمّا أنهيت[1] الجزء الأوّل من كتاب الرجال المختصّ بالموثّقين و المهملين وجب أن أتبعه بالجزء الثاني المختصّ بالمجروحين والمجهولين ، إذ بمعرفتهم يتمّ غرض الناظر في الأحاديث ليلقي[2] السقيم ويعمل بالسليم ، وهذا القصد و إن كان منهيّاً عنه لقوله تعالى[3] : « إن الّذين يحبّون أن تشيع الفاحشة في الّذين آمنوا » فهو في هذا الماقط[4] مأمورٌ به إذ الغرض منه الوقوف على الحقّ والبعد عن الشّبهة في الفتيا لا قذف الرواة وبيان نقصهم لذاته ، وإن حصل ذلك بالعرض ، فإنّ أحداً ما منع من البحث عن الشهود في الأحكام ، ولا فسّق الجارحين ، و لا نهي الحاكم عن سماع قدحهم فيهم ، حيث كان طريقاً إلى تحقيق الحقّ و إبطال الباطل ، فلا سبيل على قاصد ذلك لأنّه محسن وليس على المحسنين من سبيل .

۱ — ب : انتهيت .
۲ — الف : ليتقى ، ج : ليتقى .
۳ — سورة النور ، الآية ۱۹ .
۴ — الماقط : رشا الدلو .

—۴۱۳—

☆(باب الهمزة)☆

۱ — آدم بن محمّد القلانسيّ البلخيّ ، قيل كان يقول بالتفويض لم [جخ] .

۲ — أبان بن أبي عيّاش ، بالياء المثنّاة تحت والشين المعجمة ، فيروز ين[1] [جخ ، نض] ضعيف ، قيل إنّه وضع كتاب سُليم بن قيس .

۳ — أبان بن عثمان الأحمر ، كوفيّ

۱ — في النسخ : ى ، ين ، ولم ارمن ذكره في اصحاب علي (ع) .

—۴۱۴—

اس کتاب کو روایت کرنے والا واحد راوی ابان بن ابی عیاش خود شیعہ کے یہاں ضعیف ہے

الاردبیلی ابان بن ابو عیاش کے متعلق کہتا ہے کہ بہت ہی ضعیف راوی ہے، ہمارے اصحاب سلیم بن قیس کی کتاب وضع کرنے کی اسی کی طرف نسب کرتے ہیں۔

ابان بن ابی عیاش فیروز تابعی ضعیف [ین • قر • ق] وزاد [صه] عن [غض] روی عن انس بن مالك و روی عن علی بن الحسین علیه السلام لا یلتفت الیه و ینسب اصحابنا وضع کتاب سلیم بن قیس الیه و عن [عق] ابان بن ابی عیاش کان سبب تعرفه هذا الامر سلیم بن قیس الهلالی حیث طلبه الحجاج لیقتله حیث هو من اصحاب امیر المؤمنین علیه السلام فهرب الی ناحیة من ارض فارس ولجأ الی ابان بن ابی عیاش فلما حضرته الوفاة قال لابان ان لك علی حقاً وقد حضرنی الموت یا ابن اخی انه قد کان بعد رسول الله صلی الله علیه واله کیت و کیت و اعطاه کتاباً فلم یرو عن سلیم بن قیس احد من الناس سوی ابان «مح»

عنه عمر بن اذینة فی [یب] فی باب تمیز اهل الخمس . عمر بن اذینة عن ابان عن سلیم بن قیس الهلالی فی کتاب المکاسب . عنه عن ابان بن ابی عیاش عن سلیم بن قیس فی [فی] فی باب استعمال العلم و فی باب المستأکل بعلمه . ابراهیم بن عمر الیمانی و عمر بن اذینة عن سلیم بن قیس فی باب الاشارة و النص علی الحسن بن علی علیهما السلام . عنه ابراهیم بن عمر الیمانی فی باب الغی و الاغتیال و فی آخر کتاب الحجة و فی باب ما جاء فی الاثنی عشر علیهم السلام و فی باب ... الحدیث . ابراهیم بن عمر عن ابان رفعه ... بن قیس الهلالی الی ان قال الراوی فی ... حدیث وزاد فیه ابراهیم بن عمر قال قال ... انها علی علی بن الحسین علیهما السلام ... علی بن الحسین صدق سلیم فی [یب] فی ... وصیة و وجوبها . عنه حماد بن عیسی و ... بن عیسی فی [ست] فی ترجمة سلیم بن ... الهلالی .

ابان بن ابی مسافر الکوفی [ق] «مح»
ابراهیم بن عبد الحمید عنه عن ابی عبد الله علیه السلام فی [فی] فی باب الصبر

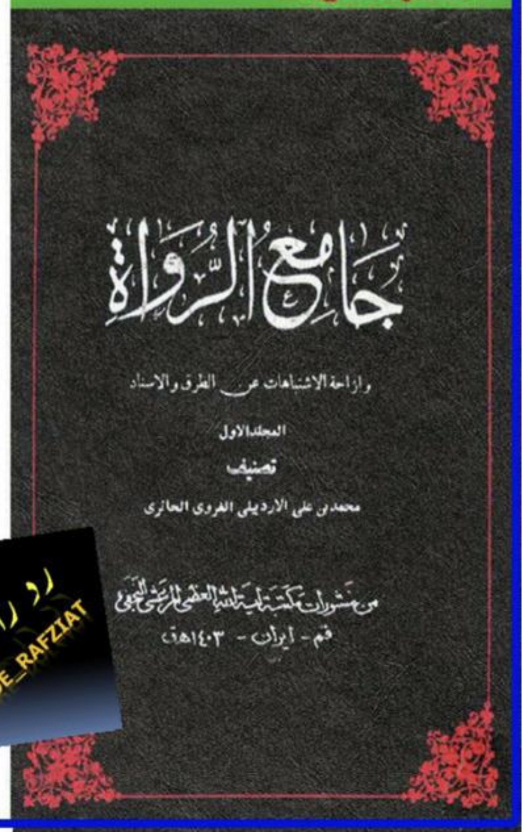
ابان بن ارقم الاسدی الکوفی [ق] «مح» .

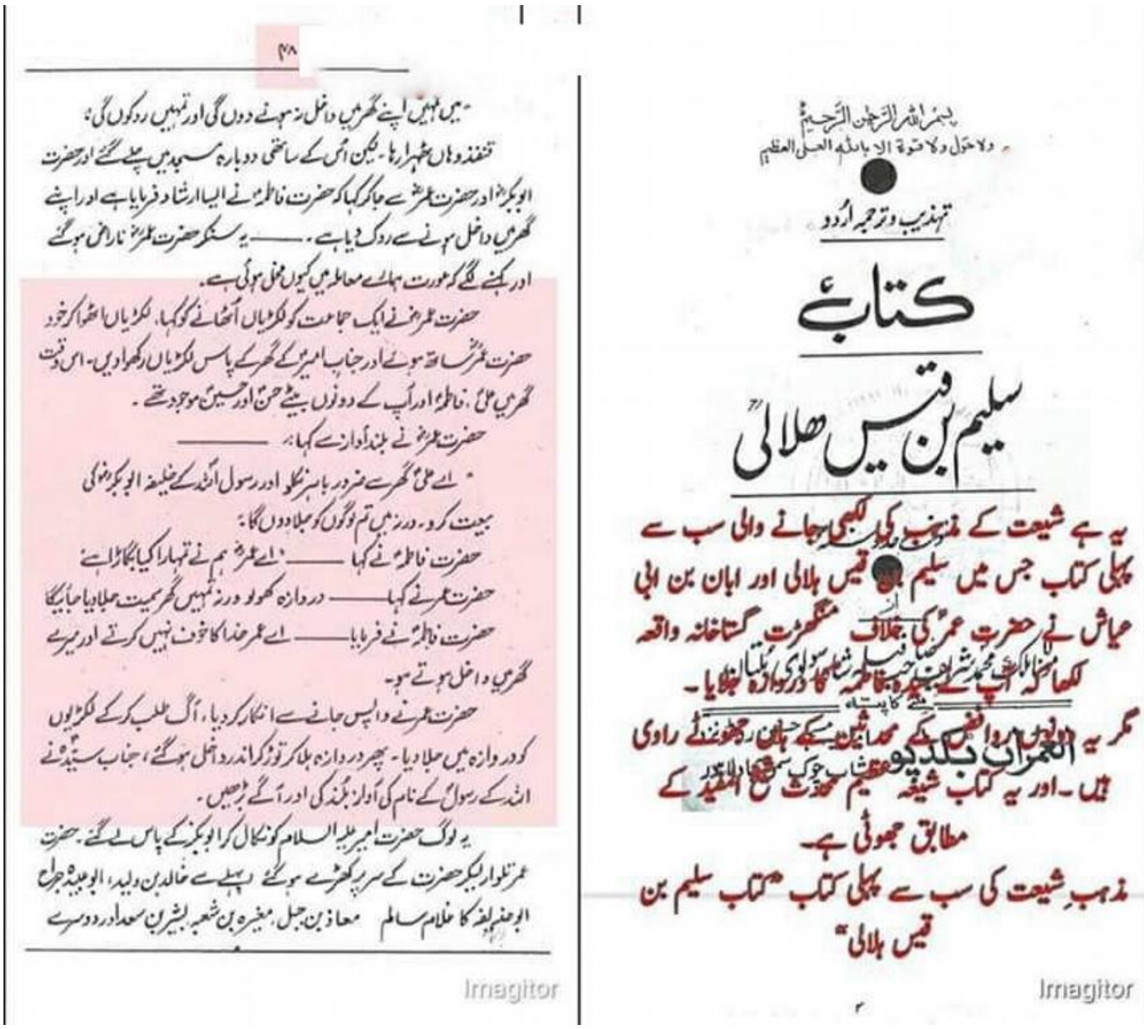
ابان بن ارقم الطائی السنبسی الکوفی ابو الارقم [ق] «مح» .

ابان بن ارقم العنزی العبسی الکوفی اسند عنه [ق] «مح»

ابان بن تغلب بن رباح ابو سعید البکری الجریری مولی بنی جریر [ست • جش • د] وفی [صه] ابن سعید و لعله سهو ثقة جلیل القدر [صه • ست] عظیم المنزلة فی اصحابنا لقی ابا محمد علی بن الحسین و ابا جعفر و ابا عبد الله علیهم السلام و روی عنهم علیهم السلام و کانت له عندهم حظوة و قدم و قال له ابو جعفر الباقر علیه السلام اجلس فی مسجد المدینة و افت الناس فانی احب ان یری فی شیعتی مثلك و قال ابو عبد الله لما اتاه نعیه اما والله لقد اوجع قلبی موت ابان و کان قاریاً فقیهاً لغویاً مات سنة احدی و اربعین و مأة [ست] و نحوه [صه] و [جش] و فیه ایضاً انه من وجوه القراء لغوی سمع العرب وحکی عنهم و کان مقدماً فی کل فن من العلم فی القران و الفقه و الحدیث و الادب و اللغة و النحو و له کتب و له قراءة مفردة مشهورة عند القراء و روی انه دخل علی ابی عبد الله علیه السلام فلما بصر به امر بوسادة فالقیت له و صافحه و اعتنقه و سائله و رحب به و انه کان اذا قدم المدینة تقوضت الیه الحلق و اخلیت له ساریة النبی صلی الله علیه و آله «مح»

عنه ابو جمیلة فی [یه] فی باب النوادر من النکاح . عنه ابو جمیلة المفضل بن صالح فی [یب] فی باب الایمان و الاقسام و فی باب الکفارة عن خطأ المحرم و فی [فی] فی باب الیمین الکاذبة عنه ابو جمیلة فی [بص] فی باب میراث الابوین مع الزوج . عنه ابو ایوب فی [یب] فی باب التدبیر و





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تہذیب و ترجمہ اردو

کتابِ

سلیم بن قیس ھلالیؒ

یہ ہے شیعت کے مذہب کی لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب جس میں سلیم بن قیس ہلالی اور ابان بن ابی عیاش نے حضرت عمرؓ کی خلاف منگھڑت گستاخانہ واقعہ لکھا کہ آپ نے سیدہ فاطمہ کا دروازہ جلایا۔

مگر یہ دونوں روافض کے محدثین کے ہاں جھوٹے راوی ہیں۔ اور یہ کتاب شیعہ عظیم محدث شیخ المفید کے مطابق جھوٹی ہے۔

مذہبِ شیعت کی سب سے پہلی کتاب "کتاب سلیم بن قیس ہلالی"

۴۸

"میں تمہیں اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دوں گی اور تمہیں روکوں گی۔"

قنفذ وہاں ٹھہرا رہا۔ لیکن اس کے ساتھی دوبارہ مسجد میں چلے گئے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے جاکر کہا کہ حضرت فاطمہؑ نے ایسا ارشاد فرمایا ہے اور اپنے گھر میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ —— یہ سنکر حضرت عمرؓ ناراض ہوگئے اور کہنے لگے کہ عورت ہمارے معاملہ میں کیوں مخل ہوئی ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک جماعت کو لکڑیاں اٹھانے کو کہا۔ لکڑیاں اٹھوا کر خود حضرت عمرؓ ساتھ ہوئے اور جناب امیرؑ کے گھر کے پاس لکڑیاں رکھوا دیں۔ اس وقت گھر میں علیؑ، فاطمہؑ اور آپ کے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ موجود تھے۔

حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے کہا: ——

"اے علیؑ گھر سے ضرور باہر نکلو اور رسول اللہ کے خلیفہ ابوبکرؓ کی بیعت کرو۔ ورنہ میں تم لوگوں کو جلا دوں گا۔"

حضرت فاطمہؑ نے کہا —— "اے عمرؓ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"

حضرت عمرؓ نے کہا —— دروازہ کھولو ورنہ تمہیں گھر سمیت جلا دیا جائیگا

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا —— اے عمر خدا کا خوف نہیں کرتے اور میرے گھر میں داخل ہوتے ہو۔

حضرت عمرؓ نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ آگ طلب کر کے لکڑیوں کو دروازہ میں جلا دیا۔ پھر دروازہ جلا کر توڑ کر اندر داخل ہوگئے، جناب سیدہؑ نے اللہ کے رسولؐ کے نام کی آواز بلند کی اور آگے بڑھیں۔

یہ لوگ حضرت امیر علیہ السلام کو نکال کر ابوبکرؓ کے پاس لے گئے۔ حضرت عمرؓ تلوار لیکر حضرت کے سر پر کھڑے ہو گئے پہلے سے خالد بن ولید، ابوعبیدہ جراح ابوحذیفہ کا غلام سالم معاذ بن جبل، مغیرہ بن شعبہ، بشیر بن سعد اور دوسرے

ملا معین الدین کاشفی معارج النبوت والا بھی شیعہ ہے اور ہمارے مذہب مین ایسی کوئی حیثیت نہین رکھتا کہ بلکہ یہ شخص تو تقیہ کرکے سنی بنا ہوا تھا اور اپنے آپ کو نقشبندی ظاہر کرتا تھا جب کہ حقیقت مین روافضی تھا اور اس کا ذکر خود قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب میں کیا ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجالس المومنین

مصنف

قاضی سید نور اللہ شوستری شہید ثالثؒ

مترجم

مولانا سید محمد بشیر صاحب

ناشر

عباس بک ایجنسی

درگاہ حضرت عباسؑ رستم نگر، لکھنؤ، انڈیا

سبزوار

صاحب معجم کہتے ہیں کہ یہ خطۂ **بیہق** کا دارالسلطنت ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کا دارالسلطنت **خسروجرد** ہے بہر حال وہاں سے بہت کثرت کے ساتھ علماء وفضلاء وفقہاء نکلتے ہیں لیکن باوجود اس کے وہاں کے اکثر رہنے والے رافضی المذہب اور غالی ہیں وہاں کے مشہورین میں سے کہ جو مہتم برفض ہیں امام **ابوبکر احمد بن حسین البیہقی** ہیں جن کی تصنیفات بہت مشہور ومعروف ہیں یہ کلام صاحب معجم کا تھا اور اس سے پہلے حالات **قم** میں صاحب معجم کی زبانی وہ قصہ بھی مذکور ہو چکا ہے جو بعینہ **سبزوار** کے بارے میں بھی دوسروں نے نقل کیا ہے یعنی کسی کا **ابوبکر** نام نہ ہونا اور مولوی روم نے اپنی مثنوی میں سبزوار ہی کا ذکر کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:۔

سبزواراست این جہانِ بے مدار　　ماچو **بوبکریم** دروے خواروزار

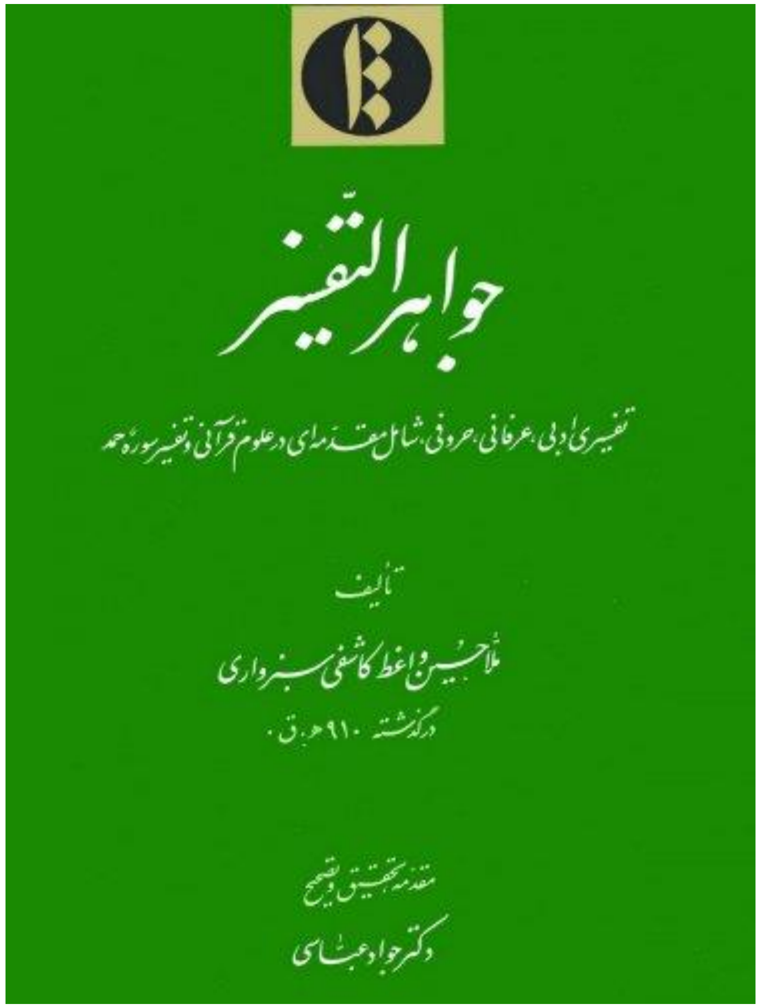
لیکن اس حقیر نے جس زمانہ میں بغرض تحصیل علوم مشہد مقدس میں ساکن تھا وہاں کے بعض معتبرین سے سنا ہے کہ جب کمال الواعظین مولانا **حسین کاشفی** سبزواری اپنے بعض مصالح دنیویہ کی غرض سے ہرات گئے اور وہاں میر علی شیر کی صحبت میں گرفتار ہوئے اور ملاّ جامی کے داماد ہو گئے تو اہل سبزواران

١٦٧ .... مجالس المومنین

سے بدگمان ہوگئے جب وہ مدتوں کے بعد اپنے وطن میں واپس آئے تو ان لوگوں نے ان کا امتحان لینا شروع کیا چنانچہ ایک روز وہ وعظ کہہ رہے تھے کہ ایک مرد پیر عصا لے کر ممبر کے پاس کھڑا ہوا اتفاقاً مولانا نے بیان کیا کہ جبرئیل جناب رسول خدا صلعم پر بارہ ہزار مرتبہ نازل ہوئے ہیں اس بڈھے نے پوچھا جناب امیر علیہ السلام پر کتنی مرتبہ نازل ہوئے ہیں مولانا کو سخت تردد ہوا کہ کیا جواب دیں اگر کہتے ہیں کہ نازل نہیں ہوئے تو اہل سبزواران کو سنی سمجھ ہی رہے ہیں وہ بہت بری طرح سے پیش آویں گے اور یہ بڈھا اپنے عصا کو بغیر ان کے خون سر سے رنگے ہوئے نہ چھوڑے گا اور اگر کہتے ہیں نازل ہوئے تو اس کی کوئی روایت ان کی نظر میں نہ تھی آخر کار ذہانت سے انہوں نے جواب دیا کہ چوبیس ہزار مرتبہ بڈھے نے کہا کہ میری خوشامد سے کہہ رہے ہو یا کوئی دلیل بھی ہے۔ مولانا نے جواب دیا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابھا" یعنی میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں جو شخص شہر میں جائے گا دروازہ سے جائے گا اور پھر جب واپس ہوگا دروازہ ہی سے واپس ہوگا لہٰذا اگر رسول کی خدمت میں بارہ ہزار مرتبہ گئے تو جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے۔

مترجم کہتا ہے کہ ملاّ حسین کاشفی مذکور کا تشیعہ ہونا ثابت نہیں ہے بلکہ ان کے سنی ہونے کی شہرت بہت زیادہ ہے اور محض سبزواری ہونا شیعہ گری کی دلیل نہیں ہوسکتی۔

ادھر مترجم کا یہ نوٹ کرنا کہ وہ شیعہ نہیں تھے مترجم کا ذاتی خیال ہے وگرنہ کیا کسی سنی صحیح العقیدہ کا اس کا طرح کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ علی پر نبی سے زیادہ دفعہ جبرئیل آتے تھے اور یہی کاشفی اور اس کا والد صحیفہ امام رضا کی قرات کا اجازت نامہ بھی اس کے پاس تھا ملا معین کاشفی کی کتاب جواھر التفسیر میں جواد عباسی تحقیق کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :


جواهر التفسیر
تفسیری ادبی، عرفانی، حروفی، شامل مقدمه‌ای در علوم قرآنی و تفسیر سورهٔ حمد
تألیف
ملا حسین واعظ کاشفی سبزواری
درگذشته ۹۱۰ ه‍.ق.
مقدمه تحقیق و تصحیح
دکتر جواد عباسی

و عترته عیون المعارف العینیة المحصحصات. اما بعد، فقد قرأ الصحیفة الرضویه بتمامها المولی المعظم افتخار الصلحا زین الاتقیا جامع الصفات الرضیة و مجمع الخلال المرضیه مولانا نظام الملة و الدین عبدالخالق ابن المولی الرّضیع و العارف المنیع اسوة العرفا قدوة الظرفا مولانا تاج الملة و الدین عبدالعلی البیهقی ادام الله ظلهما، علی الفقیر الحقیر الکثیر التقصیر حسین بن علی الواعظ المشتهر بالکاشفی غفر الله ذنوبه وستر عیوبه. و أنا ارویها عن والدی روّح الله روحه، و هو یرویه عن الفاضل العلامة محمد بن عبید الله، و هو عن شیخه الکامل تاج الدین ابراهیم بن القصاع الطبسی، و هو عن شیخه الکامل مولانا تاج الدین علی ترکه الکرمانی، و هو عن شیخه شیخ الاسلام غیاث الدین هبة الله بن یوسف، عن جده صدر الدین ابراهیم بن محمد بن المؤید الحموی، عن ابن العساکر، عن ابی الرّزاح الصوفی الهروی، عن زاهر بن طاهر، قال اخبرنا ابو علی الحسن بن احمد السکاکی، قال اخبرنا ابوالقاسم عبدالله بن احمد بن عامر محمد النیسابوری، قال اخبرنا ابوالقاسم عبدالله بن احمد

و در این‌جا ذکر مطالب زیر اهمیت دارد:

۱ ـ آنچنان‌که در معجم رجال الحدیث از علامه خویی می‌خوانیم سه راوی اول از جانب امام رضا علیه‌السلام، همگی شیعی و امامی هستند و مورد وثوق. پس کاشفی و پدرش در سلسله‌ای از راویان شیعه قرار دارند.

۲ ـ پدر کاشفی خود از زمرهٔ اهل علم و راوی حدیث شیعی و دارای اجازه بوده است. علاوه بر این، کاشفی جزو شاگردان او بوده.

۳ ـ این اجازه نامه دوازده سال بعد از نقل مکان به هرات نوشته شده، و از آن‌جا که صحیفهٔ رضویه از کتب شیعه محسوب می‌شود، پس او در هرات نیز از عقیدهٔ سابق خود برنگشته

[illegible]

اعظم قم؛ و نیز صحیفة الامام الرضا تحقیق محمد مهدی نجف، صص ۲۰ ـ ۲۱.

۱-اس ہی طرح ہم نے علامہ خوئی کی کتاب معجم الرجال الحدیث مین پڑھا ہے کہ امام رضا - سے ہمیشہ پہلے تین راوی شیعہ اور امامی ہین اور ثقہ ہیں پس کاشفی اور اس کا باپ اس سلسہ کی رو سے شیعہ راویوں میں صف میں ہیں -

۲- کاشفی کا والد اہل علم سے تعلق اور شیعہ راویوں سے (صحیفہ رضا کی قرات کی) اجازت حاصل رکھتا تھا اور کاشفی بھی اس کا شاگرد تھا

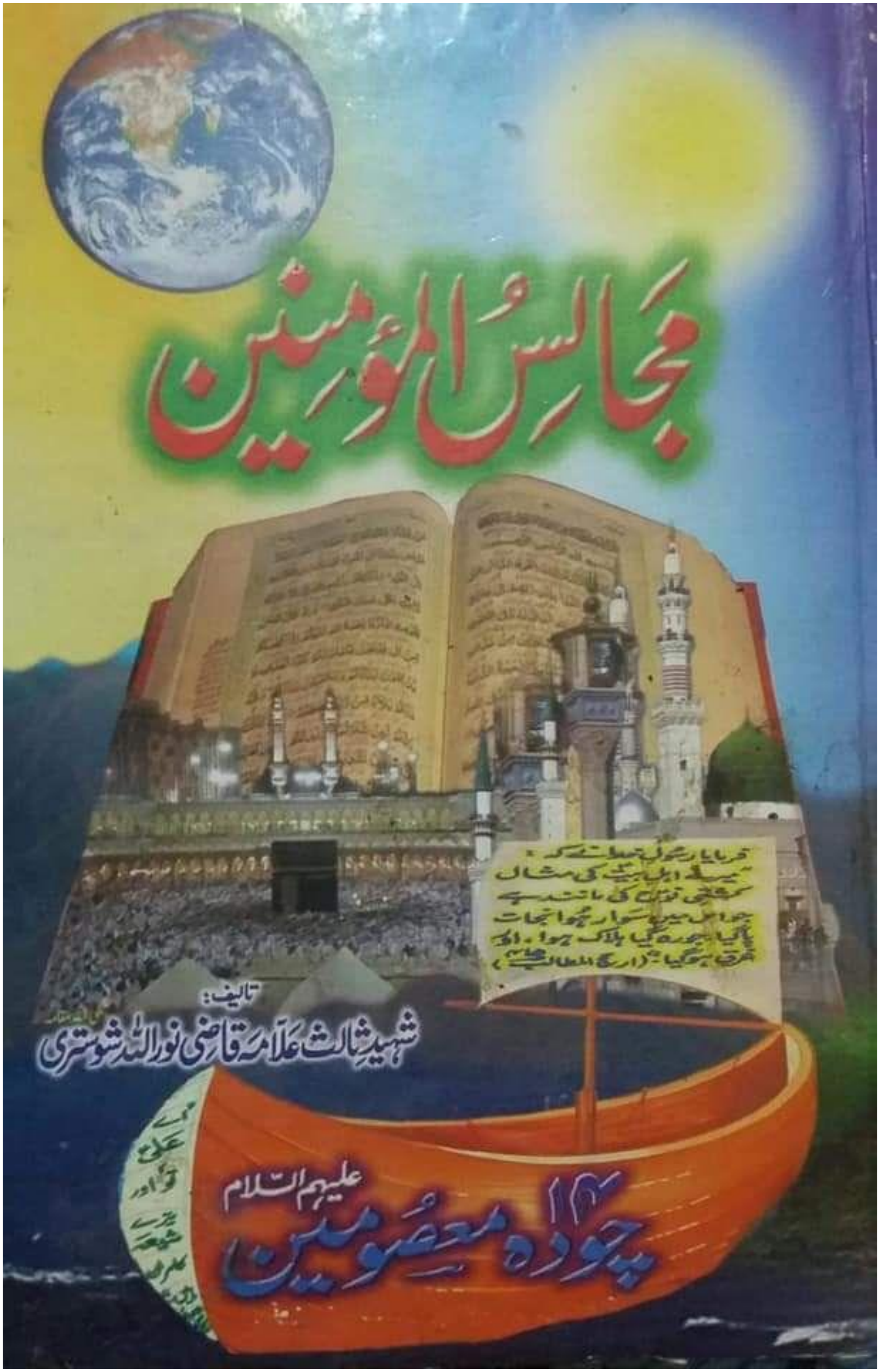
شافعی بودن».[۱]

۳ـ سید داماد: «سید داماد در بعضی از نوشته‌هایش چنین آورده که به نظر او چنین رسیده است که مولی حسین کاشفی حنفی مذهب بوده است ـ و خدا آگاهتر است ـ».[۲]

۴ـ صاحب روضات: «پوشیده نیست که مولانا فخرالدین همچون پدرش ـکاشفی ـ شیعهٔ امامی بوده است».[۳]

صاحب روضات نے کہا کہ یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ کاشفی اور اس کا باپ شیعہ امامی تھے ۔

جبکہ قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب میں خود ایک اعتراف کرتا ہے کہ :



مجالسُ المؤمنین
فرمایا رسولِ خدا نے کہ:
میرے اہلِ بیتؑ کی مثال
کشتیِ نوحؑ کی مانند ہے
جو اس میں سوار ہوا نجات
پا گیا جو رہ گیا ہلاک ہوا اور
غرق ہو گیا۔ (ارجح المطالب)
تالیف:
شہیدِ ثالث علامہ قاضی نور اللہ شوستری
چودہ معصومین علیہم السلام

بیت

رو از برای سر خویش تاج زرین ساز

زخاک پای جوانمرد "وال من والاہ"

زدل عداوت او دور دار تا نخوری

زتیغ لفظ نبی زخم "عاد من عاداہ"

گواہ پاکی اصلت ولای شاھی دان

کہ بر کمال معالیش "ھل اتی" است گواہ

جاؤ اور اپنے سر کے لئے اس جواں مرد کی خاک پا سے زرین تاج بناؤ، جس کے لئے رسولؐ نے "وال من والاہ" اللہ! تو اس سے دوستی رکھ جو اس سے دوستی رکھے۔" کہا۔

اور اپنے دل سے اس کی عداوت کو دور رکھ تاکہ تو "عادمن عاداہ" اللہ! جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی رکھ' کی تیغ کے زخم سے محفوظ رہے۔

شاہ ولایت کی محبت کو اپنی پاکیزہ ولادت کا گواہ سمجھ۔ علیؑ کی کمال عظمت پر "ھل اتی" کی سورت گواہ ہے۔

حمد و ثنا اور درود کے بعد ارباب عرفان واصحاب بصیرت سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت سے سلاطین صفویہ کے برسر اقتدار آنے تک شیعہ ہمیشہ تقیہ میں زندگی بسر کرتے رہے اور مخالفین کی قوت وشوکت کی وجہ سے اپنے مذہب کے اظہار سے عاجز رہے اور مجبوراً اپنے آپ کو شافعی یا حنفی کہلاتے تھے! اس کے باوجود بھی ہر دور میں ان کی کتابوں کو جلایا گیا اور لکھنے والوں کے ہاتھ قطع کئے گئے اور انہیں دار پر لٹکایا گیا اور ان سے زندان بھرے گئے اور علمائے امامیہ میں سے بہت سے علماء کی کتابیں صرف ان کے گھروں تک ہی محدود رہیں اور آخر کار انہیں دیمک چاٹ گئی۔ پروردگار عالم نے آخر کار ملت مظلوم پر رحم کیا اور اللہ نے شیعوں کو قوت وشوکت عطا کی اور قیاصرہ عثمانی اور اکاسرہ عدوی کے تخت و تاج الٹ گئے اور ان کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہوا اور ان طاغوتی حکومتوں کی جگہ صفوی خاندان برسر اقتدار آیا اور اس خاندان کی برکت سے شیعہ تقیہ کے امتحان سے آزاد ہوئے اور

چنانچہ ملا معین کاشفی کو شیعہ ثابت کرنے کے واسطے ہم اتنے دلائل پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور قاضی ثنا اللہ کی گواہی شیعہ مترجم کے نوٹ کو رد کرنے کے لیے کافی ہے ۔چنانچہ یہ لوگ تو وہ ہو گئے جو حقیقت میں شیعہ تھے لیکن تحریر کو بھاری کرنے کے واسطے موصوف نے ان کے نام بھی اپنی کتاب مین درج کر دیئے تا کہ سادہ لوح سنی نوجوانوں کو دھوکا دیا جا سکے جیسا کہ برادران تشیع کا صدیوں سے ایسا ہی پیشہ رہا اور ہمارے علما نے اس قسم کے دھوکے کو اپنی کتب میں لکھ کر خوب واضح کیا ہے جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلویؒ نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشری ملیں جگہ جگہ ان کے اس دجل و خیانت کو واضح کھول کھول کر بیان کیا تا کہ سنی عوام اس طرف سے آگاہ ہو سکے:

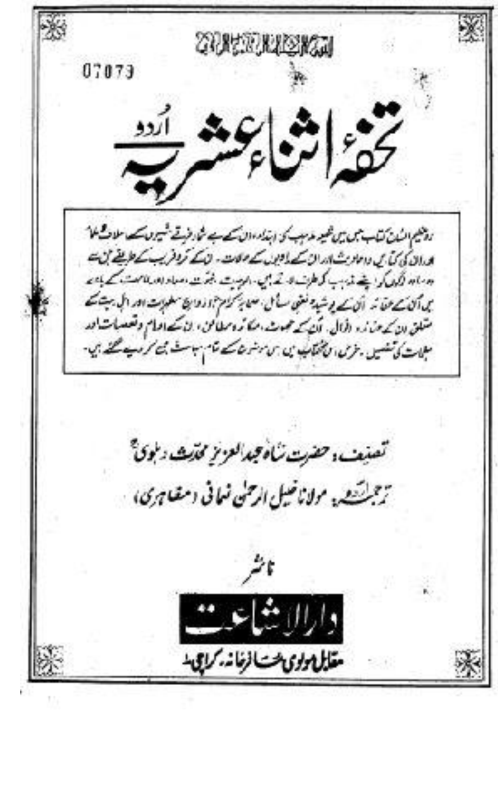
چاک کریں گے۔

اٹھارواں دھوکہ دینا یہ کہ اپنے مذہب کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع احادیث گھڑ لیتے ہیں اور پھر ان کو رواج وشہرت دیتے رہتے ہیں، ان کی اکثر حدیثیں، قصہ وکہانی کے انداز کی ہوتی ہیں۔ بعض الفاظ وصیغے صحیح احادیث سے اڑا کر اس اندازو طریقے سے ادا کرتے ہیں جن سے ان کے مذہب کی تائید نکل سکے۔ اور بعض وقت ایسے صیغے بھی گھڑ لیتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں کبھی نہیں دیکھے گئے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ انبیاء اولوالعزم یہ آرزو رکھتے تھے کہ شیعان علی میں محشور ہوں۔ (یعنی ان کا حشر انہیں کے ساتھ ہو) اسی جیسے اور الفاظ وصیغے۔

انیسواں دھوکہ دینا یہ دیتے ہیں کہ اہل سنت کے معتبر رجال اسناد پر نظر رکھتے ہیں ان میں سے کسی کا نام یا لقب ان کے رجال میں سے کسی سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ تو اس کی حدیث اور روایت کو اسی کی سند سے منسوب کر دیتے ہیں۔ اب چونکہ دونوں کا نام ولقب ایک ہوتا ہے اس لئے تمیز مشکل ہو جاتی ہے اور ناواقف سنی ان کے راوی کو اپنا معتبر راوی سمجھنے کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور اس کی روایت پر اعتماد کر بیٹھتے ہیں۔ مثلاً سدی کے نام کے دو راوی ہیں سدی کبیر۔ سدی صغیر۔ اول اہل سنت کے معتبر راوی ہیں اور دوسرا کذاب۔ روایتیں گھڑنے والا خالص متعصب شیعہ۔

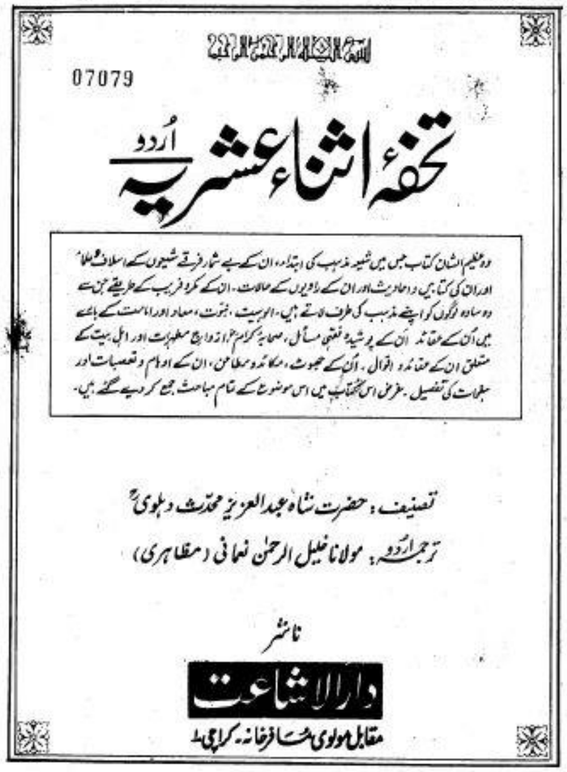
یا مثلاً ابن قتیبہ کہ اس نام کے بھی دو راوی ہیں۔ ایک ابراہیم بن قتیبہ جو کٹر شیعہ ہے۔ دوسرے عبد اللہ ابن مسلم قتیبہ جو اہل سنت میں سے ہیں اور کتاب المعارف انہیں کی تصنیف ہے۔ ڈھیٹ پن ملاحظہ ہو کہ اس مذکورہ بالا رافضی نے بھی ایک کتاب لکھی اور اس کا نام بھی کتاب المعارف ہی رکھا۔ تاکہ دونوں کتابوں میں اشتباہ پیدا ہو جائے۔

بیسواں دھوکہ دینا یہ ہے کہ لغت وعرف کا لحاظ کئے بغیر قرآنی کلمات کی من مانی تفسیر کرتے ہیں اور اس کو اہمیت دینے اور قابل اعتبار ٹھہرانے کے لئے اس کی نسبت اہل بیت کی طرف کر دیتے ہیں، مثلاً رب جہاں کہیں وہ مضاف



بغیر خطاب ہو اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو، ا
مؤمنین یا مومن سے شیعان علی مراد لینا اور کافر وکافرین سے اہل سنۃ
اللہ علیہم)

اکیسواں دھوکہ دینا یہ دیتے ہیں کہ ایک ایسی کتاب جس میں صحا
بطلان ہو خود تصنیف کر کے اس کو اہل سنت کے کسی جلیل المرتبہ عالم
خطبہ میں مصنف کی طرف سے یہ وصیت بھی درج کر دیتے ہیں کہ
پوشیدہ عقیدہ ہے، اس کو ایک محفوظ امانت اور پوشیدہ بھید سمجھ
میں جو کچھ لکھا ہے اسے ظاہرداری اور زمانہ سازی محض تصور کریں
کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اسی طرح کی اور کئی کتابیں ترتیب دے کر
اب چونکہ ایسے صاحب ذوق لوگ بہت ہی کم ہیں کہ وہ اس
واقفیت رکھتے ہوں کہ ان کے اور دوسروں کے مذاق سخن میں فرق
دیں اس مکر کے چکر میں غوطے کھاتے اور بہت حیران و پریشان ہوتے


بسم اللہ الرحمن الرحیم

07079

تحفۂ اثناعشریہ اُردو

وہ عظیم الشان کتاب جس میں شیعہ مذہب کی ابتداء، ان کے بے شمار فرقے شیعوں کے اسلاف علماء اور ان کی کتابیں و احادیث اور ان کے راویوں کے حالات، ان کے مکر و فریب کے طریقے جن سے وہ سادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاتے ہیں۔ الوہیت، نبوت، معاد اور امامت کے بارے میں اُن کے عقائد اُن کے پوشیدہ فقہی مسائل، صحابۂ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت کے متعلق ان کے عقائد و اقوال، اُن کے جھوٹ، مکائد و مطاعن، ان کے اوہام و تعصبات اور ہفوات کی تفصیل۔ غرض اس کتاب میں اس موضوع کے تمام مباحث جمع کر دیئے گئے ہیں۔

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

ترجمہ اردو: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی

الف ہے اور جو حدیث مخالف قیاس ہو وہ متروک الظاہر
دیا اس کتاب کی تصنیف محض یہی بتانے کے لئے ہوتی
ے مذاہب ثلاثہ کو شافعی مذہب کے دلائل سے سر کر دیا۔
جو ہر سننے اور دیکھنے والا ان کے کمزور ناکارہ اور ناقابل
کا یہ نتیجہ برآمد ہونا لازمی ہے کہ چاروں مذہب بیک وقت
ہو جائیں گے۔ یہ دھوکہ بہت پوشیدہ اور بہت ہوشیاری
اکثر اس فریب میں آجاتے اور حیران و دم بخود رہ جاتے ہیں۔
ب تالیف کرتا ہے۔ جو اہل سنت پر لعن و طعن اور رد و قدح
رف کر دیتا ہے مثلاً مختصر جس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
ی ہوئی ہے اس میں یہ بھی لکھ مارا ہے کہ آقا کے لئے اپنے
کُو کے معنی بظاہر عام ہیں۔
نے اصفہان میں اسی قسم کی ایک کتاب دیکھی ہے جسے
ناشائستہ اور نازیبا مسائل سے پُر ہے۔ اس دھوکہ کی
یت ہے وہاں تو اس کتاب کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی
ن کی اکثریت ہے اس کتاب کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی
طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اہل سنت کو تو اپنے ہی امام کی روایات پر زیادہ عبور ہوتا ہے۔ دوسرے ائمہ کی روایات کی زیادہ کھوج کرید اور تحقیق نہیں کرتے۔ اس لئے اس کی صداقت ان کے دل میں جلد بیٹھ جاتی۔

اس دھوکہ میں بھی اکثر اہلسنت کے جلیل القدر علماء پھنس گئے ہیں۔ مثلاً متعہ کی حلت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف صاحب ہدایہ نے بھی کر دی حالانکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ متعہ پر حد جاری کرنے کو واجب کہتے ہیں۔ بخلاف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ حد کو واجب نہیں کہتے۔

تیئیسواں دھوکہ: شیعہ علماء کی ایک جماعت بڑی سعی و کوشش سے اہل سنت کی تفاسیر اور سیرت کی ان کتابوں میں جو علماء اور طلباء میں بہت کم معروف و مشہور ہوں۔ یا نادر الوجود ہوں، ایسی جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں، جو شیعہ مذہب کی تائید اور اہل سنت کے مذہب کی تردید کرتی ہوں۔

چنانچہ باغ فدک کے ہبہ کا قصہ بعض تفاسیر میں داخل کر دیا ہے اور اس کی روایت یوں بیان کی کہ جب آیت وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ۔ (اور دیجئے اقرباء کو ان کا حصہ) نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور باغ فدک ان کو عطا فرما دیا۔

مگر اس کو کیا کیجئے کہ ان بدبختوں کو جھوٹ بولنا بھی نہ آیا۔ اور وہ یہ بھول گئے کہ یہ آیت تو مکی ہے یعنی مکہ کے قیام کے زمانہ میں نازل ہوئی ہے اس وقت باغ فدک ملا ہی کہاں تھا۔ وہ مکہ میں تو تھا نہیں۔

پھر آیت میں صرف ذوالقربیٰ ہی کو دینے کا حکم تو نہیں تھا۔ مساکین اور ابن سبیل کو بھی بخشش و عطا میں شامل کیا

اور یہ حمیری شاعر تمام مؤرخین کے نزدیک نہ اہل صلاح تھا نہ اہل ذکر میں سے تھا بلکہ کھلا فاسق و فاجر تھا، پس ایسے شخص کی اتباع بالکل گمراہی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسے شخص کی اتباع کا حکم دینا محال و ممتنع ہے،

پچاسواں دھوکہ:- شیعوں میں سے بعض مکار، اہل سنت کے ثقہ محدثین کی صحبت و ہم نشینی اختیار کرتے ہیں، اپنے مذہب سے بیزاری ظاہر کرتے اور اپنے مذہبی اسلاف کو برا اور مذہب کے فسادات و عیوب کو علی الاعلان بے نقاب کرتے ہیں، تو بہ، دیانت، احسن سیرت، اور تقویٰ کی صفات سے اپنے آپ کو متصف کرنے کی بظاہر کوشش کرتے ہیں۔ حدیث صرف ثقات سے لینے کی رغبت دکھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ علماء و طلبا ان کو قابل وثوق اور لائق اعتماد سمجھنے اور صدق و پاکدامنی پہ اطمینان ظاہر کرنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور جب ان کو یہ مرتبہ مل جاتا ہے تو یہ اپنی اصلیت پر آجاتے ہیں۔ اور اپنی مکاری کا مظاہرہ شروع کر دیتے ہیں۔ اور معتبر و ثقہ روایات میں اپنی گھڑی ہوئی روایات کا جوڑ لگا دیتے یا بعض کلمات میں تحریف کر کے روایت کرتے ہیں تاکہ لوگ دھوکہ میں پڑ جائیں یہ ان کا بہت بڑا اور چلتا ہوا مکر و فریب ہے۔ اس قسم کا پہلا دھوکہ باز اجلح نامی ایک شخص تھا اور اس نے یہ دجل و فریب جاری کیا حتیٰ کہ یحییٰ بن معین جو اہل سنت کے نہایت قابل بھروسہ علماء میں سے ہیں دھوکہ کھا گئے اور باب جرح و تعدیل میں اس کی توثیق کر گئے اور اس کی در پردہ مکاریوں کا سراغ نہ لگا پائے اور اس کے بڑے گہرے تقید کی وجہ سے سچے توبہ کرنے والوں میں شمار کر لیا، مگر بعض دیگر اہل سنت علماء نے اس کی عیاری اور دھوکہ بازی کو پا لیا اور ان پر منکشف ہوا کہ یہ جو اپنے آپ کو ظاہر کر رہا ہے اس کے برخلاف بڑا عیار مکار اور دھوکہ باز ہے چنانچہ جن روایات میں یہ تنہا ہے ان کو نظر انداز کر دیا گیا۔

ان میں سے ایک روایت یہ ہے،

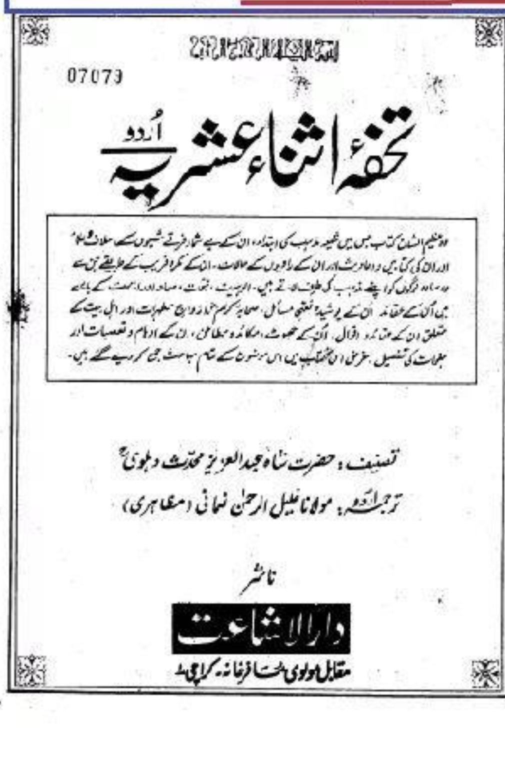
عَنْ بُرَیْدَۃَ مَرْفُوْعًا اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّکُمْ مِنْ بَعْدِیْ

اکیاونواں دھوکہ:- ان کی ایک جماعت مورخین کو اہل تصنیف کرتے ہیں۔ اور اس میں اخبار و حکایات کے بیان کہ اس کا مولف اہل سنت نہیں ہے، البتہ خلفاء کی سیرت متعلق بھی کچھ ملا دیتے ہیں۔

پھر بعض سنی مولف یہ سمجھ کر کہ یہ سنی کی تصنیف ہے بطا ہیں اور ان کی یہی غلطی سطحی نظر رکھنے والے لوگوں کے لئے گ پر جم جاتی ہے۔

اس طرح مصنفین تاریخ کی ایک بڑی جماعت کو پکڑ د گلے میں طوق ضلالت و گمراہی پڑ جاتا ہے۔

حتیٰ کہ سید جمال الدین محدث مصنف روضۃ الاحباب کے


07073

تحفۂ اثنا عشریہ اردو

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

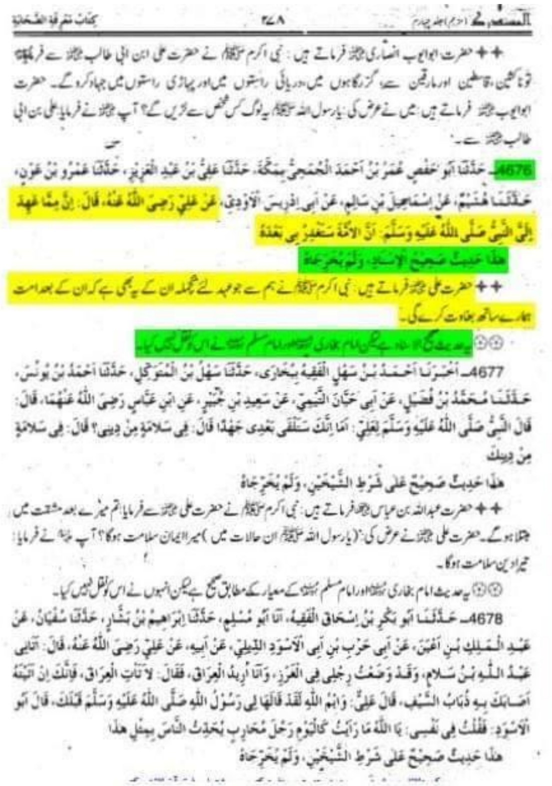
ترجمہ اردو: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافرخانہ، کراچی

باقی موصوف نے جو حدیث صحیح پیش کی ہے وہ یہ ہے :



المستدرک (مترجم) جلد چہارم | ۴۷۸ | کتاب معرفۃ الصحابۃ

++ حضرت ابوایوب انصاری ؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب ؓ سے فرمایا: تم ناکثین، قاسطین اور مارقین سے، گزرگاہوں میں، دریائی راستوں میں اور پہاڑی راستوں میں جہاد کرو گے۔ حضرت ابوایوب ؓ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ کس شخص سے لڑیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب ؓ سے۔

4676- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ الْجُمَحِيُّ بِمَكَّةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ مِمَّا عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ الْأُمَّةَ سَتَغْدِرُ بِي بَعْدَهُ

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

++ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہم سے جو عہد لئے تھے ان میں یہ بھی ہے کہ ان کے بعد امت ہمارے ساتھ بغاوت کرے گی۔

⊙⊙ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ نے اس کو نقل نہیں کیا۔

4677- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَهْلٍ الْفَقِيهُ بِبُخَارَى، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: أَمَا إِنَّكَ سَتَلْقَى بَعْدِي جَهْدًا قَالَ: فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِي؟ قَالَ: فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِكَ

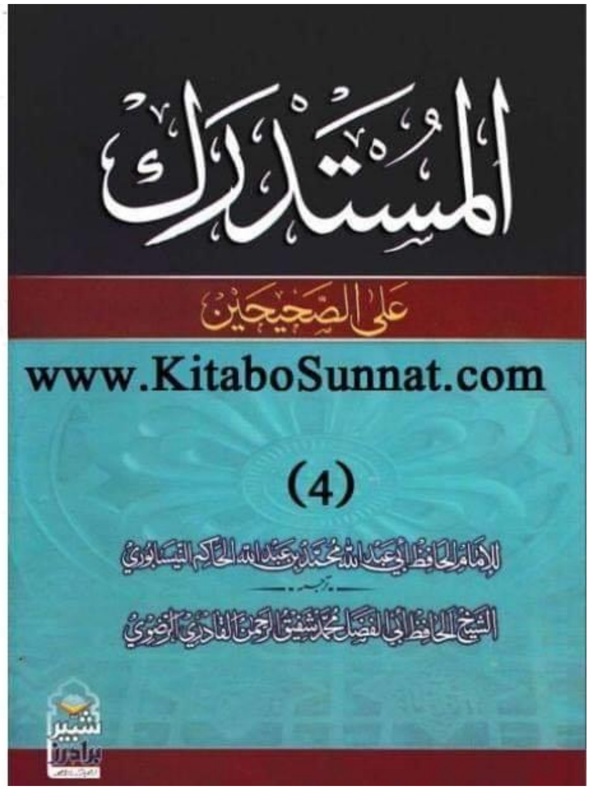
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

++ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا: تم میرے بعد مشقت میں مبتلا ہو گے۔ حضرت علی ؓ نے عرض کی: (یارسول اللہ ﷺ ان حالات میں) میرا ایمان سلامت ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا دین سلامت ہوگا۔

⊙⊙ یہ حدیث امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کو نقل نہیں کیا۔

4678- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، أَنَا أَبُو مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَانِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ، وَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ، وَأَنَا أُرِيدُ الْعِرَاقَ، فَقَالَ: لَا تَأْتِ الْعِرَاقَ، فَإِنَّكَ إِنْ أَتَيْتَهُ أَصَابَكَ بِهِ ذُبَابُ السَّيْفِ، قَالَ عَلِيٌّ: وَايْمُ اللَّهِ لَقَدْ قَالَهَا لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَكَ، قَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: يَا اللَّهُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رَجُلٌ مُحَارِبٌ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِمِثْلِ هَذَا

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ



موصوف نے یہ حدیث تمام صحابہ پر جڑ دی کہ امت سے مراد تمام صحابہ ہین جبکہ اس حدیث کا تعلق خوارج کے ساتھ تھا جو کہ دین سے نکل چکے تھے کیوں کہ اس سے اگلی حدیث میں واضح آپ ﷺ نے حضرت علی کے ایمان کی سلامتی کے متعلق آگاہ کیا ؛

4677۔ اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَهْلٍ الْفَقِيهُ بِبُخَارَى، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ اَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: اَمَا اِنَّكَ سَتَلْقَى بَعْدِي جَهْدًا قَالَ: فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِي؟ قَالَ: فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِكَ

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

✦✦ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے بعد مشقت میں مبتلا ہو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حالات میں) میرا ایمان سلامت ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تیرا دین سلامت ہوگا۔

❀❀ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کو نقل نہیں کیا۔

مطلب یہ حدیث امت کے ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کا دین سلامتی والا نہیں ہو گا چنانچہ اسی حدیث کے اوپر ایک حدیث چھوڑ پر واضح نشاندہی کی گئ ہے کہ بغاوت کرنے والے کون سے تین گروہ تھے :

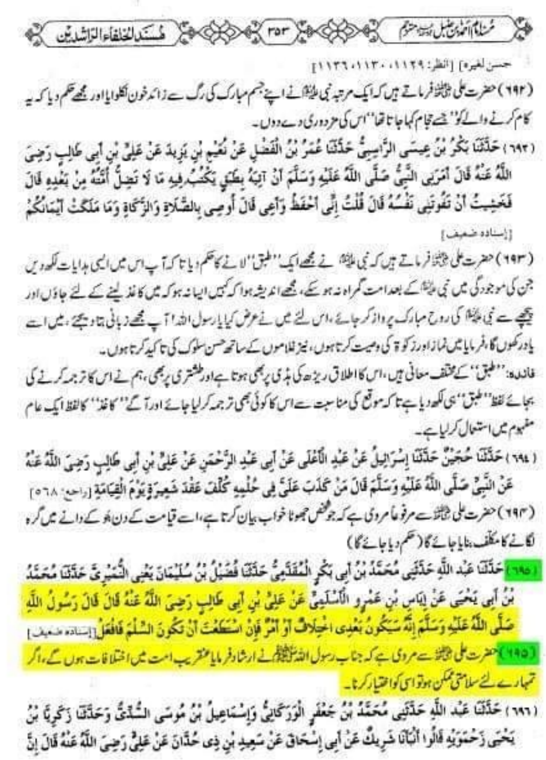
4674 حَدَّثَنَا اَبُو سَعِيدٍ اَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَبِيبٍ الْمَعْمَرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنِي اَبُو زَيْدٍ الْاَحْوَلُ، عَنْ عِقَابِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، حَدَّثَنِي اَبُو اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيُّ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ

✦✦ حضرت عقاب بن ثعلبہ فرماتے ہیں: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مجھے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ناکثین (بیعت توڑنے والوں یعنی اصحاب جمل)، قاسطین (بغاوت کرنے والے یعنی اہل صفین) اور مارقین (دین سے نکل جانے والوں یعنی خوارج) سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔

پہلا گروہ : اصحاب جمل (اس میں تو خود بی بی عائشہ شریک تھیں اور عشرہ مبشرہ اصحاب بھی موجود تھے)

دوسرا گروہ : اہل صفین (اس میں حضرت امیر معاویہ اور دیگر اصحاب موجود تھے)

تیسرا گروہ: خوارج (یہ وہ گروہ تھا جس نے حقیقی معنی میں بغاوت کی تھی اور حضرت علی کی تکفیر اور یہی وہ گروہ تھا جس کا دین سلامتی پر نہین تھا اور حضرت علی نے صبر و استقامت سے اس فتنے کی سر کوبی کی) جیسا کہ آپ ﷺ کی تلقین تھی اور اس سے مسند احمد حنبل والی حدیث میں موجود لفظ سلامتی کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ وہ اس سے مراد ایمان کی سلامتی ہے۔



مسند امام احمد بن حنبل (مترجم) — ۳۵۳ — مسند الخلفاء الراشدین

حسن لغیرہ] [انظر: ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۶]

(۶۹۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے اپنے جسم مبارک کی رگ سے زائد خون نکلوایا اور مجھے حکم دیا کہ یہ کام کرنے والے کو" جسے حجام کہا جاتا تھا" اس کی مزدوری دے دوں۔

(٦٩٣) حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عِيسَى الرَّاسِبِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ آتِيَهُ بِطَبَقٍ يَكْتُبُ فِيهِ مَا لَا تَضِلُّ أُمَّتُهُ مِنْ بَعْدِهِ قَالَ فَخَشِيتُ أَنْ تَفُوتَنِي نَفْسُهُ قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَحْفَظُ وَأَعِي قَالَ أُوصِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ [إسناده ضعيف]

(۶۹۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مجھے ایک "طبق" لانے کا حکم دیا تا کہ آپ اس میں ایسی ہدایات لکھ دیں جن کی موجودگی میں نبی علیہ السلام کے بعد امت گمراہ نہ ہو سکے، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کاغذ لینے کے لئے جاؤں اور پیچھے سے نبی علیہ السلام کی روح مبارک پرواز کر جائے، اس لئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے زبانی بتا دیجئے، میں اسے یاد رکھوں گا، فرمایا میں نماز اور زکوۃ کی وصیت کرتا ہوں، نیز غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں۔

فائدہ: "طبق" کے مختلف معانی ہیں، اس کا اطلاق ریڑھ کی ہڈی پر بھی ہوتا ہے اور طشتری پر بھی، ہم نے اس کا ترجمہ کرنے کی بجائے لفظ "طبق" ہی لکھ دیا ہے تا کہ موقع کی مناسبت سے اس کا کوئی بھی ترجمہ کر لیا جائے اور آگے "کاغذ" کا لفظ ایک عام مفہوم میں استعمال کر لیا ہے۔

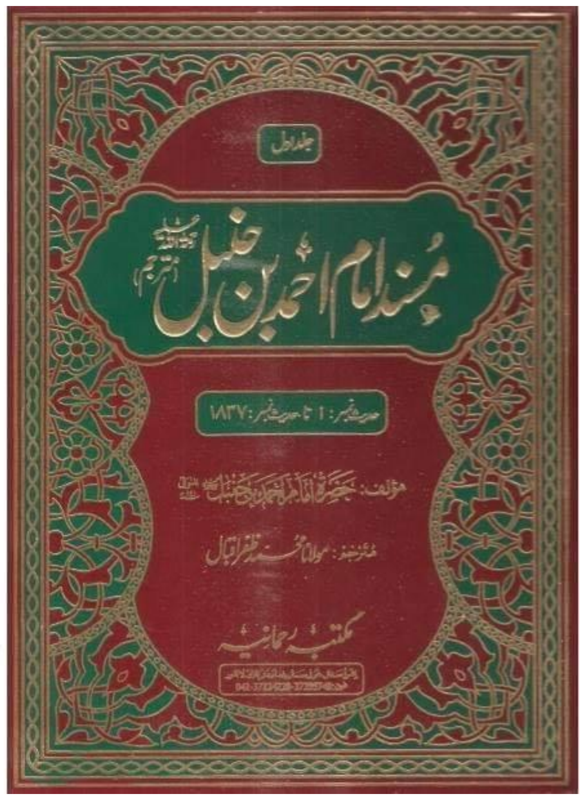
(٦٩٤) حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فِي حُلْمِهِ كُلِّفَ عَقْدَ شَعِيرَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [راجع: ٥٦٨]

(۶۹۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو شخص جھوٹا خواب بیان کرتا ہے، اسے قیامت کے دن جو کے دانے میں گرہ لگانے کا مکلف بنایا جائے گا (حکم دیا جائے گا)

(٦٩٥) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ يَعْنِي النُّمَيْرِيَّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي اخْتِلَافٌ أَوْ أَمْرٌ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ السِّلْمَ فَافْعَلْ [إسناده ضعيف]

(۶۹۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب امت میں اختلافات ہوں گے، اگر تمہارے لئے سلامتی ممکن ہو تو اسی کو اختیار کرنا۔

(٦٩٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْوَرْكَانِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ وَحَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى زَحْمَوَيْهِ قَالُوا أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ ذِي حُدَّانَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ



وگرنہ آپ ﷺ تو ان گروہوں سے جہاد کرنے کا خود حکم دے رہے ہیں اور یہی تیسرا گروہ خوارج کا گروہ ایمان سے نکلا ہوا تھا دیگر گروہ تو صحابہ کی اکثریت پر مشتمل تھا ان کا ایمان تو پہلے ہی سلامتی پر تھا وہ تو سب خطا اجتہادی کے مرتکب تھے اور ان کی بغاوت تو قتل عثمان پر تھی کسی بھی جگہ انہوں نے تخت و سلطنت کا مطالبہ نہیں کیا

جبکہ سلامتی سے نکلنے والا گروہ صرف خوارج کا تھا جنہوں نے حضرت علی کی کھل کر مخالفت کی تھی :

يَخْرُجُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ . وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا. قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَئُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

1. بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، 6 : 2540، رقم : 6532

2. مسلم، الصحیح، کتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، 2 : 743، رقم : 1064

”اس امت میں کچھ ایسے لوگ نکلیں گے۔ (جب کہ یہ نہیں فرمایا کہ اِس امت سے ایسے لوگ نکلیں گے)۔ جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے، وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن یہ (قرآن) ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یا یہ فرمایا کہ ان کے نرخرے سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔“

بخاری کی اس حدیث میں خوارج کی طرف جس لفظ کی نسبت کی گئی ہے وہ لفظ امت ہے چنانچہ اس امر سے یہ ثابت ہو جاتا کہ مذکورہ روایت خوارج مطلب تیسرے گروہ سے متعلق تھی نا کہ تمام صحابہ اس میں شریک تھے اور اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ خوارج سلامتی سے نکل چکے تھے گو کہ دین پرست ہونے کا دکھاوا کرتے ہیں۔اور شیعہ لوگوں کا اس حدیث سے اپنا دعوی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس گروہ سے تو الٹا حضرت علی کا جنگ کرنا ثابت ہے۔

برہان دوم:

اگر شیعہ لوگوں کی یہ بات مان لی جائے کہ حضرت علیؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے سب کچھ صبر کیا تو بی بی فاطمہ کی شہادت پر خاموش ہو جانا اور بی بی فاطمہ کی حفاظت نا کرنا اور اہل عیال کی حفاظت جو کہ شوہر پر واجب ہے اس سے کیسے رو گردان ہو گئے

اور پھر خود شیعہ کتب میں لکھا ہے کہ :


إرشاد القلوب

المُنجي مَنْ عمل به مِنْ أليم العقاب

الحسن بن أبي الحسن محمّد الديلمي

(من أعلام القرن الثامن)

المجلّد الثاني

تحقيق

السيد هاشم الميلاني

إرشاد القلوب .... المجلّد الثاني

يا ابن قيس انّ عثمان لم يعد[1] أن يكون أحد رجلين، امّا أن يكون دعا الناس إلى نصرته فلم ينصروه، وامّا أن يكون القوم دعوه إلى نصرتي[2] فلم يحل له أن ينهى المسلمين أن يعبدوا الله ويطيعوه بنصرة إمامهم، وسيهدي الله الذي لم يحدث به حدثاً، فبئس ما صنع حيث نهاهم، وبئس ما صنعوا حيث أطاعوه.

وامّا أن يكون قد بلغ من حدّته وسوء سيرته ما لم يروه أهلاً لنصرته، وحكم بخلاف الكتاب والسنّة، وكان وراءه من أهل بيته ومواليه وأصحابه أكثر من أربعة آلاف فارس ليمتنع بهم، ولم ينه أصحابه عن نصرته، ولو كنت وجدت يوم بويع أخو تيم[3] أربعين رجلاً يطيعون لجاهدتهم[4] فأمّا يوم بويع عمر وعثمان فلا، لأنّي كنت بايعت ومثلي لا ينكث بيعته.

ويلك يا ابن قيس كيف رايتني صنعت يوم قتل عثمان، لو وجدت أعواناً هل رأيت منّي فشلاً أو جبناً أو تقصيراً، وانّك لتعرفني يوم البصرة وهم في جملهم الملعون [من معه][5]، والملعون من قتل حوله، والملعون من ينصره، والملعون من ركبه، والملعون من بقي بعده غير راجع ولا تائب ولا مستغفر، قتلوا أنصاري، ونكثوا بيعتي، ومثّلوا بعاملي، وبغوا عليّ، فسعيت إليهم باثني عشر ألفاً وهم نيف وعشرون ومائة ألف، فنصرنا الله عليهم بأيدينا وشفىٰ صدور قوم مؤمنين.

وكيف رأيت يا ابن قيس وقعتنا بصفين، إنّ الله قتل بأيدينا في صعيد واحد خمسين ألفاً إلى النار، وكيف رأيتنا يوم النهروان، لقينا المارقين وهم مستبصرون بين يدي الذين[6] ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون أنّهم يحسنون صنعاً،

(١) في «ج»: لابد.
(٢) في «ج»: دعوه أن ينصروه.
(٣) في «ج»: بويع أبو بكر بالخلافة.
(٤) في «ج»: لما قعدت عن القتال.
(٥) أثبتناه من «ج».
(٦) في «ج»: متديّنون قد ضلّ.

٢٨٦

ترجمہ: جس دن ابوبکر کی بیعت کی گئی اگر مجھے ایسے چالیس بندے مل جاتے جو کہ میرا کہا مانتے تو میں ہر گز لڑائی کرنے سے نا ہٹتا اور عمر و عثمان کی تو بیعت مین نے اس لئے کر لی کیونکہ کہ ملے میں ابوبکر کی بیعت کر چکا تھا اور مجھ جیسا حق گو اور حق پرست بیعت کر کے نہیں توڑتا۔

نہج البلاغہ میں حضرت علی کا خطبہ نمبر ۲۴ میں واضح کہتے ہین کہ حق کی مخالفت کرنے والوں سے میں جہاد کرنے میں کوئی نرمی یا سستی نہین دکھاتا ۔۔۔ تو جب بی بی کا حق لوٹا جا رہا تھا تب یہ اصول کہاں تھا تب کیا شیعہ کے نزدیک حق کی مخالفت نہیں ہو رہی تھی کیا:

نہج البلاغہ

ترجمہ وحواشی

از

حجۃ الاسلام علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مرحوم ومغفور اعلی اللہ مقامہٗ

المعراج کمپنی

(لاہور پاکستان)

خطبہ ۲۴

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَعَمْرِيْ مَا عَلَيَّ مِنْ قِتَالِ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ وَخَابَطَ الْغَيَّ مِنْ إِدْهَانٍ وَلَا إِيْهَانٍ فَاتَّقُوا اللهَ عِبَادَ اللهِ وَفِرُّوْا إِلَى اللهِ مِنَ اللهِ وَامْضُوْا فِي الَّذِي نَهَجَهُ لَكُمْ وَقُوْمُوْا بِمَا عَصَبَهُ بِكُمْ فَعَلِيٌّ ضَامِنٌ لِفَلْجِكُمْ آجِلًا وَإِنْ لَمْ تُمْنَحُوْهُ عَاجِلًا۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں حق کے خلاف چلنے والوں اور گمراہی میں بھٹکنے والوں سے جنگ میں کسی قسم کی رو رعایت اور سستی نہیں کروں گا۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اُس کے غضب سے بھاگ کر اُس کے دامن رحمت میں پناہ لو، اللہ کی دکھائی ہوئی راہ پر چلو اور اُس کے عائد کردہ احکام کو بجالاؤ (اگر ایسا ہو تو علی تمہاری نجات اخروی کا ضامن ہے۔ اگرچہ دنیوی کامرانی تمہیں حاصل نہ ہو)۔

خطبہ ۲۵

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ وَقَدْ تَوَاتَرَتْ عَلَيْهِ الْأَخْبَارُ بِاسْتِيْلَاءِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْبِلَادِ وَقَدِمَ عَلَيْهِ عَامِلَاهُ عَلَى الْيَمَنِ وَهُمَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ وَسَعِيْدُ بْنُ نَمْرَانَ لَمَّا غَلَبَ عَلَيْهِمَا بُسْرُ بْنُ أَبِيْ أَرْطَاةَ فَقَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْمِنْبَرِ ضَجِرًا بِتَثَاقُلِ أَصْحَابِهِ عَنِ الْجِهَادِ وَمُخَالَفَتِهِمْ لَهُ فِي الرَّأْيِ فَقَالَ۔

جب امیر المومنینؑ کو پے در پے یہ اطلاعات ملیں کہ معاویہ کے اصحاب (آپ کے مقبوضہ) شہروں پر تسلط جما رہے ہیں اور یمن کے عامل عبیداللہ ابن عباس اور سپہ سالار لشکر سعید ابن نمران بسر ابن ابی ارطات سے مغلوب ہو کر حضرت کے پاس پلٹ آئے تو آپ اپنے اصحاب کو جہاد میں سستی اور رائے کی خلاف ورزی سے بددل ہو کر منبر کی طرف بڑھے اور فرمایا۔

یہ عالم ہے اس کوفہ کا، جس کا بندوبست میرے ہاتھ میں ہے (اے شہر کوفہ) اگر تیرا یہی عالم رہا کہ تجھ میں آندھیاں چلتی

میں پوچھتا ہوں جب بی بی کا قتل کیا جا رہا تھا تو بقول شیعہ کہ وہ حق کی مخالفت تھی یا نہین تھی اگر حق کی مخالفت تھی تو علیؓ کہاں پر تھا اور سوچنے والی بات تو یہ بھی ہے کہ وہ علی جس نے اپنی خلافت میں جنگ جمل و صفین اکابر صحابہ سے لڑی بقول شیعہ وہ علی اتنا بے بس ہو گیا تھا کہ ایک مجمل سی وصیت پر اپنے اہل خانہ تک کی حفاظت نا کر سکا جیسا کہ کتب شیعہ میں شیخ مفید نے حضرت علیؓ کا ایک انتہائی بزدلانہ واقعہ ان کی طرف منسوب کیا ہے :

امالی الشیخ المفید

تالیف:

محدث و محقق حضرت علامہ شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ:

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید منیر حسین رضوی

مدرس جامعۃ المصطفیٰ

تصحیح و نظر ثانی

حجۃ الاسلام ریاض حسین جعفری

فاضل قم

— ناشر —

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

جناح ٹاؤن' ٹھوکر نیاز بیگ' لاہور

فون: 042-5425372

يدك حتى اقتل دونك فانطلقا جمعيا حتى عادا الى المدينة وان فاطمة (ع)

واقفة على بابها وقد خلت دارها من احد من القوم وهى تقول لاعهدلى بقوم اسوأ محضراً منكم تركتم رسول الله جنازة بين ايدينا وقطعتم امركم بينكم لما تستأمرونا وصنعتم بنا ما صنعتم ولم تروا لنا حقًا –

حدیث نمبر 9: (بحذف اسناد)

مروان بن عثمان بیان کرتا ہے جب لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کرلی تو علی علیہ السلامؑ زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہ جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے گھر چلے گئے اور ان لوگوں نے وہاں سے نکلنے سے انکار کردیا۔ پس عمر بن خطاب نے کہا ان کے گھر کو آگ لگا دی جائے۔ پس زبیر گھر سے باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ پس ابوبکر نے کہا: تیرے اُوپر کتوں کو چھوڑا جائے۔ سب لوگ زبیر کی طرف لپکے تو اس کے قدم لڑکھڑا گئے اور وہ زمین پر گر گیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ ابوبکر نے کہا: اس کی تلوار کو پتھر پر مارو۔ پس اس کی تلوار کو پتھر پر مارا گیا اور وہ ٹوٹ گئی۔

اس کے بعد حضرت علی بن ابی طالبؑ مشرق کی جانب مدینہ سے باہر چلے گئے۔ پس وہاں پر آپؑ کی ملاقات ثابت بن قیس بن شماس سے ہوئی۔ اس نے عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! کیا معاملہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ میرے گھر کو آگ لگانا چاہتے ہیں جب کہ ابوبکر منبر پر بیٹھ چکا ہے اور اس کی بیعت کی جاچکی ہے اور وہ بھی اس کو نہیں روک رہا اور اس کا انکار بھی نہیں کرتا (جب کہ میرا حق غصب کیا جاچکا ہے) جناب ثابت نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے علیؑ! ان لوگوں سے مخالفت ترک کردو اور اپنے ہاتھ کو روکو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آپؑ کو قتل کردیں۔ پھر دونوں واپس مدینہ میں آگئے۔ جناب فاطمہ علیہا السلام اپنے دروازے پر کھڑی تھیں اور ساری قوم دروازہ چھوڑ کر جاچکی تھی اور بی بی پاکؑ فرما رہی تھیں: اس دن سے برا کوئی دن میں نے نہیں دیکھا کہ تم نے رسولؐ خدا کے جنازے کو ہمارے سامنے چھوڑ دیا اور تم نے امرِ خلافت کو اپنے درمیان بانٹنا شروع کردیا

میں پوچھتا ہوں کہ کسی شریف آدمی کے گھر کے باہر چار گنڈے کھڑے ہوں تو کیا اس کا ایسا عمل کرنا جو کہ شیعہ لوگ حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرتے ہین بزدلانہ عمل کہلائے گا کہ نہیں جبکہ دوسری طرف علی کی تلوار کہ ایسی طاقت دکھائی جاتی ہے کہ جسے جبرائیل جیسے فرشتوں کو روکنا پڑتا ہے۔

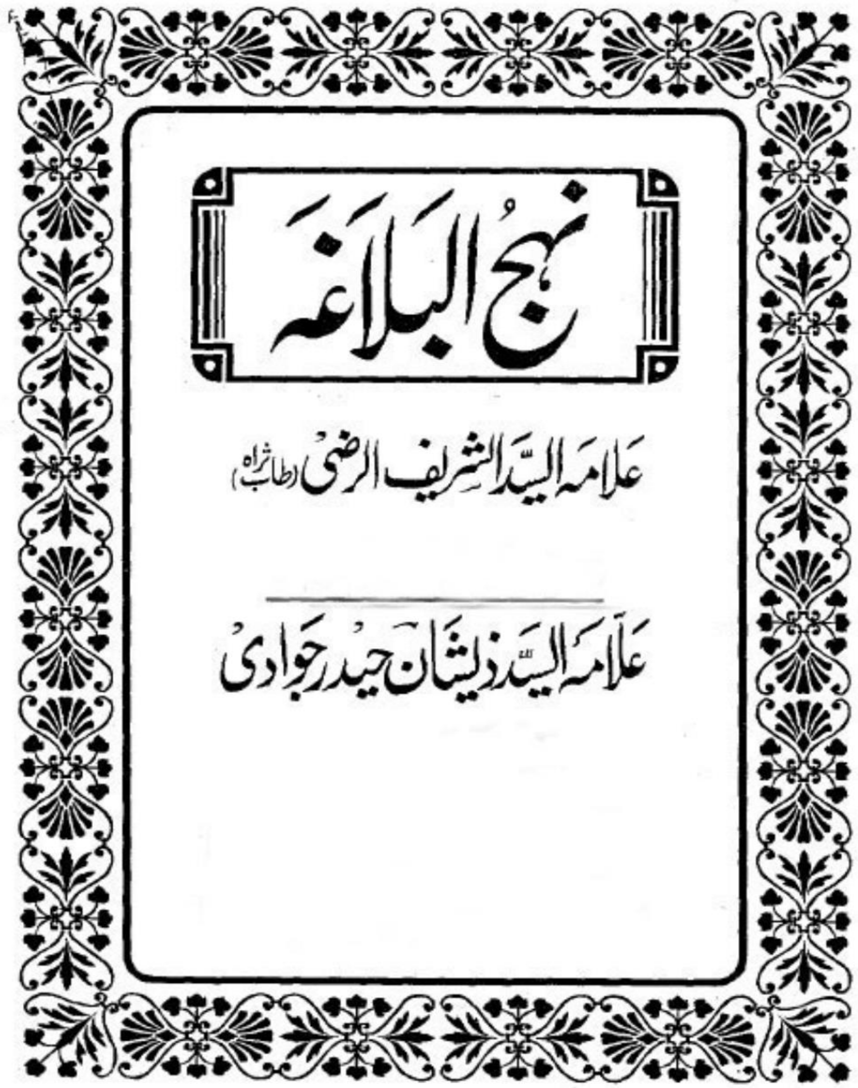
پھر ایک بات یہ بھی سوچنے والی ہے کہ آپ ﷺ نے وصیت تو امت کے بارے کی تھی اہل و عیال پر صبر کرنے کا کون سی صحیح السند روایت مین ذکر موجود ہے جبکہ یہ کام تو امر واجب ہے کہ شوہر اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرے جب یہ کام ایک عام آدمی پر واجب ہے تو امام اول شیعوں کے نزدیک تو بدرجہ اولی واجب تھے۔

چیلنج:

اگر کوئی صحیح السند روایت ہے تو پیش کرے فی روایت ہزار روپے انعام ملے گا۔

حالانکہ برھان اول میں ہم یہ بات ثابت کر چکے ہین کہ اس روایت کا کسی طرح سے بھی ان معاملات کے ساتھ کچھ لینا دینا نہیں ہے بلکہ وہ وصیت تو خوارج کے بارے مین تھی اور صبر بمعنی

حوصلہ و استقامت استعمال ہوا ہے بلکہ خود ایک جگہ نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ:



(۱۷۳)

آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(رسول اکرم (ص) کے بارے میں
اوراس امر کی وضاحت کے سلسلہ میں کہ
خلافت کا واقعی حقدار کون ہے ؟)

وَلَا يَحْمِلُ هَذَا الْعَلَمَ إِلَّا أَهْلُ الْبَصَرِ والصَّبْرِ - والْعِلْمِ بِمَوَاضِعِ الْحَقِّ - فَامْضُوا

کرنے کا حق ہوتا ہے اورنہ غائب کو دوسرا راستہ اختیار کرنے کا جواز ہوتا ہے۔ یاد رکھو میں دونوں طرح کے افراد سے جہاد کروں گا۔ان سے بھی جو غیر حق کے دعویدار ہوں گے اور ان سے بھی جوحقدار کو اس کا حق نہ دیں گے بندگان خدا! میں تمہیں تقویٰ الٰہی کی

تو شیعوں کے بقول تو خلفاء نے یہ دونوں کام کیے علی کا حق کھایا اور بی بی کو حق بھی نہین دیا جبکہ حضرت علی صبر کرتے رہے بقول شیعہ۔

اور پھر یہ کہنا کہ :

رسول اکرم ص نے حضرت علی سے فرمایا میرے بعد بہت سی ناگوار باتیں تم کو پیش آئیں گی دل تنگ نہ کرنا اور صبر کرنا جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کو چاھنے لگے ھیں تو آخرت کو اختیار کرنا(5)

حالانکہ کسی بھی حدیث سے سکوت کرنا ثابت نہین ہوتا. بلکہ الٹا آخرت کو چننے کی تلقین ہے مطلب حق پر ڈٹے رہنا لوگوں کے خوف سے چپ نا ہو جانا۔ یہ مطلب بنتا ہے اس حدیث کا

ان تمام احادیث سے ثابت ھوتا ھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی علیہ السلام کو پیش آنےوالے حادثات کے بارے میں آگاہ کردیا تھا اور حضرت علی نے بطور احسن اپنے وظیفہ کو انجام دیتے ھوئے وصیت رسول.ص کو مقدم کرتے ھوئے دین کی سلامتی کو عزیز رکھا

دین کی سلامتی کو کیسے عزیز رکھا اپنی بیوی کا حق بھی گنوا دیا اور تذلیل بھی کروائی اور اپنا حق بھی گنوا دیا اور اپنی بیوی کا قتل بھی کروا دیا یزید تو شراب پینے کی وجہ لعنتی ٹھہرا لیکن بی بی کے قاتلوں کی وجہ سے دین میں ترقی ہونے کو کیا شیعہ نے تسلیم کر لیا ہے کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا سیدہ فاطمہ علیھاالسلام پر ظلم کے وقت خاموش رہنے کی وجہ ظاھر ھوچکی اس کے بعد حدیث میں واضح طور پر وارد ھے کہ جب شیخین حضرت علی کے گھر میں داخل ھوئے اور سیدہ پر ظلم کیا تو
حضرت علی علیہ السلام نے عمر کو گردن سے پکڑا اور فرمایا اگر رسول پاک.ص مجھے وصیت نہ کرچکے ھوتے تو تم یہ جان لیتے کہ علی علیہ السلام کے گھر میں کیسے داخل ھوا جاتا ھے(6)

جی جی بلکل اور پھر حضرت علی نے ان کی گردن چھوڑ دی اور کہا چلو کوئی بات نہین تم نے میرے بچے کو بھی مارا ہے اور جو میری بیوی پر دروازہ گرایا ہے کوئی بات نہیں۔ ۔۔۔۔ہاہاہاہا اس سے زیادہ معتبر سند سے واقعہ جس میں حضرت علی کا فرار ہم شیعہ کتب سے ثابت کر چکے ہیں چنانچہ سلیم ابن قیس ھلالی کتاب کی اس روایت کی کوئی حیثیت نہین ہے ۔ اور عقلی طور پر بھی یہ درست نہین۔یہ تمام باتیں میں نے الزامی شیعوں کو جواب دینے واسطے کی ہین۔وگرنہ پوری کی پوری کہانی ہی جھوٹ کا پلندہ ہے۔

برھان سوم:

پہلی وجہ :مدینے مین منافقین کا وجود

1-سب سے پہلے تو عرض یہ ہے مدینے مین منافقین موجود تھے تو اس کا مطلب تو یہ بھی نکلتا ہے کہ خلفاء شیعہ کے نزدیک منافق نہین ، کیوں کہ منافقین علیحدہ تھے اور خلفاء علیحدہ تھے ۔ اور اگر خلفاء ہی منافق تھے تو پھر یہ حضرت علی فرار ثابت کرتی ہے کہ وہ ان کے ڈر سے چپ رہے جبکہ نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۲۴ مین مولا علی کہتے ہین کہ جو شخص فرار کرتا ہے وہ اس پر خدا کا غضب ہوتا ہے اور ذلت بھی ۔

2-کیا علی منافقین سے ڈرتے تھے جبکہ قرآن مین فتنے کی سرکوبی کو لازمی امر قرار دیا گیا ہے

كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ وَهُوَ كُرۡهٌ لَّـكُمۡۚ وَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـــًٔا وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ

ترجمہ؛(فتنہ و فساد کی بیخ کنی اور قیام امن کے لیے دفاعی) قتال تم پر فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں طبعًا ناگوار ہے ، اور ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ (حقیقتًا) تمہارے لئے بہتر ہو

جیسا کہ خوراج کے خلاف جہاد خود حضرت علی نے ہی کیا اور جس بابت آپ ﷺ کی پیشن گوئی بھی موجود ہے کہ۔ میری امت بغاوت کرے گی اور تو صبر سے کام لینا (مفہوم) جس کو خلفاء کے گھاٹے فٹ کیا جاتا ہے ۔

3-حضرت علی نے خوارج جیسے منافقین کو تو اپنے دور حکومت مین برداشت نہین کیا تو مدینے کے منافقین کو کس دلیل سے برداشت کر لیا۔

دوسری وجہ :طلقاء

1- طلقا آزاد ہونے والوں کے معنی میں ہے اور اس سے مراد پیغمبر اکرمؐ کے وہ مخالفین ہیں جن کو آپؐ نے فتح مکہ کے بعد بغیر کسی سزا کے آزاد فرمایا تھا جو کہ شیعہ کے نزدیک دو ہزار کے قریب ہیں مولا علی نے بقول شیعوں کے حضرت امیر معاویہ کو طلقاء مین شمار کیا ہے جو کہ درست نہین کیون کہ امیر معاویہ صلح حدیبیہ پر ایمان لا چکے تھے جس کا اظہار فتح مکہ والے دن کیا تھا۔

2-اگر شیعہ کی بات مان بھی لی جائے کہ وہ طلقاء تو بقول امام جعفر صادق وہ لوگ اسلام کے لیے کوئی خطرہ نہین تھے بلکہ پرہیزگار تھے جیسا شیخ صدوق شیعہ اپنی کتاب میں یہ روایت درج کرتا ہے :

حدثنا أحمد بن زياد بن جعفر الهمداني عن علي بن إبراهيم بن هاشم عن أبيه عن محمد بن أبي عمير عن هشام بن سالم عن الصادق عليه السلام : كان أصحاب رسول الله – صلى الله عليه وسلم – اثني عشر ألفاً .ثمانيه آلآف من المدينـــه وألفان من مكـه وألفان من الطلقاء .لمْ يُرَ فيهم قدَري ولا مرجيء ولا حروري ولا معتزلي ولا صاحب رأي كانوا يبكون الليل مع النهار

كتاب الخصال للصدوق صفحه ٦٣٩ الحديث رقم:15



ذكر النور الذي بين يدي الله عز وجل قبل خلق آدم

ذكر المكتوب بين كتفي محمود الملك

عليه السلام قال : كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله اثني عشر ألفا ثمانية آلاف من المدينة ، و ألفان من مكة ، وألفان من الطلقاء ، ولم ير فيهم قدري ولا مرجي ولا حروري ولا معتزلي ، ولا صاحب رأي ، كانوا يبكون الليل والنهار ويقولون : اقبض أرواحنا من قبل أن نأكل خبز الخمير .

ذكر النور الذي كان بين يدي الله عز وجل قبل خلق آدم ١٦ - حدثنا محمد بن الحسن بن أحمد بن الوليد رضي الله عنه قال : حدثنا محمد ابن خالد

زندگی گزارنے کے آداب
ائمہ علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں



5



خصال

شیخ الصدوقؒ









AL-KISA®
PUBLISHERS
R-159 Sector 5-B/2 North Karachi, Uc-12, 75850
[illegible]

خصال (۴۲۶) شیخ الصدوق

﴿۱۴﴾ **رسول خداؐ کے اصحاب بارہ ہزار مرد تھے**: احمد ابن جعفر ہمدانیؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہشام ابن سالم سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خداؐ کے اصحاب بارہ ہزار مرد تھے جن میں سے آٹھ ہزار مدینہ کے تھے، دو ہزار مکہ کے اور دو ہزار طلقاء کے کہ ان میں کوئی قدری تھا، نہ ہی کوئی مُرجی، نہ حروری (خارجی)، نہ معتزلی اور نہ ہی کوئی صاحب قیاس، (بلکہ) وہ رات اور دن میں (بھی) گریہ کرتے تھے اور کہتے تھے "قبل اس کے کہ ہم خمیری (ایک نسخے میں ہے جَو کی) روٹی کھائیں ہماری روحیں قبض کر لے!"

مطلب وہ لوگ تو دن رات اللہ کا ذکر کرنے والے تھے چنانچہ وہ کیا امام جعفر کو شیعوں کے نزدیک علم غیب وما کان وما یکون حاصل ہے تو کیا انہین طلقاء کی منافقت کا پتہ نہین لگ سکا۔

4-اور اس چیز کی کیا دلیل قطعی ہے کہ تمام کے تمام طلقاء منافق ہی تھے کیا شیعہ نے طلقاء کا دل پڑھ لیا تھا جبکہ ایمان کا تو معاملہ ہی قلبی ہے۔

5- اور امام تو یہاں تک کہ رہے ہین کہ طلقا میں کوئی خارجی نہیں تھا چنانچہ یہ امر بھی ثابت ہوا کہ تیسرے گروہ مین کوئی صحابي رسول نہین تھا۔

تیسری وجہ :مدینے مین مسلمہ کذاب جیسے لوگ

1-مدینے مین اس قسم کے کوئی لوگ موجود نہین تھے جنہوں نے نبوت کا دعوی کیا ہو اگر کیا ہے تو کسی ایک اہلسنت کی کتاب سے صحیح سند کے ساتھ ثابت کرین

2-ہاں شیعوں کی ایک پسندیدہ شخصیت مختار ثقفی جس کے امام حسین کے قاتلوں سے بدلا لیا تھا اور بعد میں صحیح سند کے ساتھ دونوں اطراف سے ثابت ہے کہ اس نے نبوت کا دعوی کیا تھا لیکن وہ بھی مدینے کا رہائشی نہین تھا اور امام زین العابدین نے بھی مختار ثقفی پر لعنت کی تھی

امام ابو عبداللہ محمد بن اسحٰق بن العباس المکی الفاکہی علیہ الرحمہ (المتوفی 272ھ)

روایت کرتے ہیں : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: ثنا أَبُو الْمُنْذِرِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: ثنا عِيسَى بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ قَامَ عِنْدَ بَابِ الْكَعْبَةِ يَلْعَنُ الْمُخْتَارَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْحَسَنِ لِمَ تَسُبُّهُ وَإِنَّمَا ذُبِحَ فِيكُمْ؟ فَقَالَ: " إِنَّهُ كَذَّابٌ عَلَى اللهِ تَعَالَى وَعَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " ۔

ترجمہ : سیدنا امام محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی ابن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہم (ایک دن) کعبہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر مختار بن ابی عبید پر لعنت کر رہے تھے تو آپ (رضی اللہ عنہ) سے ایک مرد نے کہا : اے ابوالحسن (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی کنیت) آپ کیوں اس پر سب کرتے ہیں جب کہ وہ آپ لوگوں کے لیے ہی تو ذبح (قتل) ہوا ہے ؟ تو اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بہت زیادہ جھوٹ بولتا تھا ۔ (أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه ج 1 ص 232 رقم الحديث426)(اس روایت کی سند حسن صحیح ہے،)



426 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: ثنا أَبُو الْمُنْذِرِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: ثنا عِيسَى بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ §قَامَ عِنْدَ بَابِ الْكَعْبَةِ يَلْعَنُ الْمُخْتَارَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْحَسَنِ لِمَ تَسُبُّهُ وَإِنَّمَا ذُبِحَ فِيكُمْ؟ فَقَالَ: " إِنَّهُ كَذَّابٌ عَلَى اللهِ تَعَالَى وَعَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخیر میں مختار بن ابی عبید ثقفی نے دعویِ نبوت کیا تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سے جنگ کی اور اسے اور اس کے اتباع کو موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ (البدایۃ۸/ ۲۸۹)

3-تو شیعہ آج اس سب بڑے سازشی کے حمایتی ہین جس نے بقول شیعہ کتب امام حسن کو امیر معاویہ کے ہاتھ پیسوں کے عوض بیچنے کا پلان بنایا تھا بحوالہ (جلاء العیون)

ملعون مختار الثقفی سیدنا حسن کو غداری سے بیچنا چاہتا تھا

شیعہ کا ہیرو ملعون مختار سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو مال، دولت، اور امارت کے لئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے آگے بیچنا چاہتا تھا۔ اس لعنتی کو شیعہ ہیرو بنائی پھرتے ہیں۔

جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر ۔ 260756, 269598

مارچ 2001 ہدیہ -/

میں لے لیا۔ اور جب ساباط مدائن میں پہونچے، جراح بن سنان اسدی شقی نے لگام اسپ آنحضرت پکڑ لی۔ اور ایک خنجر ران مبارک پر مارا۔ کہ استخوان تک شگافتہ ہو گیا۔ اور بروایت دیگر پہلو پر خنجر مارا۔ پس ملازمان و موالیان و دوستان امام حسنؑ نے اس ملعون کو پکڑ کر قتل کیا۔ اور حضرت کو عماری میں بٹھا کر مدائن میں لے گئے۔ اور سعد بن مسعود ثقفی کے گھر میں، کہ وہ حضرت کی طرف سے والی مدائن تھا، نزول اجلال فرمایا۔ اور وہ مختار کا چچا تھا۔ پس مختار اپنے چچا پاس آیا۔ اور کہا چلو امام حسنؑ کو ہم معاویہ کو دے دیں۔ شاید معاویہ اس کے عوض میں ہم کو ولایت دے دے۔ سعد نے کہا۔ تیرا برا ہو۔ یہ کیا بکتا ہے۔ میں امام حسنؑ اور ان کے پدر بزرگوار کی طرف سے مدائن کا حاکم ہوں۔ ان کا حق نعمت فراموش کر دوں۔ اور فرزند رسول خداؐ کو معاویہ کو دے دوں۔ جب شیعیان امام حسنؑ نے یہ کلام سنا چاہا مختار کو قتل کریں۔ آخر بشفاعت عم مختار اس کی تقصیر سے درگذر کیا۔ پس سعد ایک جراح کو لایا۔ اور زخم کا علاج کیا۔ اکثر روسائے لشکر امام حسنؑ نے معاویہ کو لکھا۔ کہ ہم تمہارے مطیع و منقاد ہیں۔ تم جلد متوجہ عراق ہو۔ جب نزدیک پہونچو گے ہم امام حسنؑ کو پکڑ کے تم کو دے دیں گے۔ ناگاہ خبر آئی جب عبداللہ بن عباس برابر لشکر معاویہ پہونچے معاویہ نے ایک قاصد ان کے پاس بھیجا۔ اور دو ہزار درہم کا وعدہ کیا۔ کہ نصف اسی وقت دے دیئے اور نصف جب کوفہ میں آئے دیتا۔ پس اسی شب اپنے لشکر سے بھاگا۔ اور معاویہ کے لشکر میں جا ملا۔ جب صبح ہوئی اس کو اس کے خیمہ میں نہ دیکھا۔ پھر ہمراہ قیس بن قیس نماز صبح ادا کی۔ اور قیس نے خطبہ پڑھ کر لوگوں کو کہا کہ اگر اس خائن یعنی ...... نے اپنے امام سے خیانت کی لازم ہے کہ تم خیانت نہ کرو۔ اور خدا و رسول کے غضب سے اندیشہ کرو۔ اور دشمنان خدا سے جنگ کرو۔ ان لوگوں نے بظاہر قبول کیا۔ مگر ہر شب لوگ امام حسنؑ کے لشکر سے بھاگ کر معاویہ کے لشکر میں جا ملتے تھے۔ اس کے بعد دوسرا نامہ معاویہ نے امام حسن پاس بھیجا۔ اور فہرست اسمائے منافقین اصحاب آنحضرت جنہوں نے اسے لکھا اور اظہار اطاعت و انقیاد کیا تھا۔ اپنے نامہ میں ملفوف کر کے بھیج دی اور لکھا۔ تمہارے اصحاب نے تمہارے باپ سے دغا کی۔ اور تم سے بھی دغا کریں گے۔ فہرست ملاحظہ ہو۔ جب امام حسنؑ نے نامہ معاویہ اور فہرست منافقین اصحاب پڑھی۔ اور ...... کی بیوفائی اور اپنے لشکر کی سستی و نفاق پر مطلع ہوئے۔ پھر اتمام حجت کے لئے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مکار ہو۔ و لیکن میں حجت خدا تم پر تمام کرتا ہوں۔ لازم ہے کہ کل فلاں موضع میں جمع ہوں۔ اور بیعت نہ توڑو۔ و عقوبت الٰہی سے ڈرو۔ پس دس روز تک اس موضع میں توقف فرمایا۔ اور چار ہزار سے زیادہ لوگ حضرت کے پاس جمع نہ ہوئے۔ امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ مجھے اس گروہ سے تعجب ہے جو نہ حیا رکھتے ہیں۔ اور نہ ایمان۔ تم پر وائے ہو۔ بخدا سوگند معاویہ جس بات کا میرے قتل



چوتھی وجہ : مرتد لوگوں کی وجہ سے

1-جب شیعہ کے نزدیک آپ ﷺ کے بعد تین صحابہ کے علاوہ تمام صحابہ مرتد ہو چکے تھے بحوالہ (اصول کافی) تو باقی پھر پیچھے امت بچی ہی کیا تھی ۔

وَأَمَّا قَوْلُكَ: أَشْبَاهُ النَّاسِ، فَهُمْ شِيعَتُنَا، وَهُمْ مَوَالِينَا، وَهُمْ مِنَّا، وَلِذَلِكَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ (عليه السلام): ﴿فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ [إبراهيم: ٣٦].

وَأَمَّا قَوْلُكَ: النَّسْنَاسُ، فَهُمُ السَّوَادُ الْأَعْظَمُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى جَمَاعَةِ النَّاسِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ [الفرقان: ٤٤].

٣٤٠ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (عليه السلام) عَنْهُمَا فَقَالَ: يَا أَبَا الْفَضْلِ، مَا تَسْأَلُنِي عَنْهُمَا، فَوَاللَّهِ مَا مَاتَ مِنَّا مَيِّتٌ قَطُّ إِلَّا سَاخِطاً عَلَيْهِمَا، وَمَا مِنَّا الْيَوْمَ إِلَّا سَاخِطاً عَلَيْهِمَا، يُوصِي بِذَلِكَ الْكَبِيرُ مِنَّا الصَّغِيرَ، إِنَّهُمَا ظَلَمَانَا حَقَّنَا، وَمَنَعَانَا فَيْئَنَا، وَكَانَا أَوَّلَ مَنْ رَكِبَ أَعْنَاقَنَا، وَبَثَقَا عَلَيْنَا بَثْقاً فِي الْإِسْلَامِ لَا يُسْكَرُ أَبَداً حَتَّى يَقُومَ قَائِمُنَا، أَوْ يَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُنَا. ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَوْ قَدْ قَامَ قَائِمُنَا أَوْ تَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُنَا لَأَبْدَى مِنْ أُمُورِهِمَا مَا كَانَ يُكْتَمُ، وَلَكَتَمَ مِنْ أُمُورِهِمَا مَا كَانَ يُظْهَرُ، وَاللَّهِ مَا أُسِّسَتْ مِنْ بَلِيَّةٍ وَلَا قَضِيَّةٍ تَجْرِي عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، إِلَّا هُمَا أَسَّسَا أَوَّلَهَا، فَعَلَيْهِمَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

٣٤١ - حَنَانٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ: كَانَ النَّاسُ أَهْلَ رِدَّةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ (صلى الله عليه وآله) إِلَّا ثَلَاثَةً فَقُلْتُ: وَمَنِ الثَّلَاثَةُ؟ فَقَالَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَأَبُو ذَرٍّ الْغِفَارِيُّ، وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ عَرَفَ أُنَاسٌ بَعْدَ يَسِيرٍ وَقَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ دَارَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحَى، وَأَبَوْا أَنْ يُبَايِعُوا حَتَّى جَاءُوا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) مُكْرَهاً فَبَايَعَ، وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ [آل عمران: ١٤٤].

٣٤٢ - حَنَانٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) الْمِنْبَرَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ؛ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَفَاخُرَهَا بِآبَائِهَا، أَلَا إِنَّكُمْ مِنْ آدَمَ (عليه السلام) وَآدَمُ مِنْ طِينٍ، أَلَا إِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللَّهِ عَبْدٌ اتَّقَاهُ، إِنَّ الْعَرَبِيَّةَ لَيْسَتْ بِأَبٍ وَالِدٍ، وَلَكِنَّهَا لِسَانٌ نَاطِقٌ، فَمَنْ قَصَرَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُبْلِغْهُ حَسَبُهُ، أَلَا إِنَّ كُلَّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ إِحْنَةٍ - وَالْإِحْنَةُ الشَّحْنَاءُ - فَهِيَ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

٣٤٣ - حَنَانٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا كَانَ وُلْدُ يَعْقُوبَ أَنْبِيَاءَ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا أَسْبَاطَ أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ، وَلَمْ يَكُنْ يُفَارِقُوا الدُّنْيَا إِلَّا سُعَدَاءَ تَابُوا وَتَذَكَّرُوا مَا صَنَعُوا، وَإِنَّ الشَّيْخَيْنِ فَارَقَا الدُّنْيَا وَلَمْ يَتُوبَا وَلَمْ يَتَذَكَّرَا مَا صَنَعَا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام)، فَعَلَيْهِمَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

٣٤٤ - حَنَانٌ، عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدٍ صَالِحٍ (عليه السلام) قَالَ: إِنَّ النَّاسَ أَصَابَهُمْ قَحْطٌ شَدِيدٌ عَلَى

روضة الكافي

ثقة الإسلام
الشيخ محمد بن يعقوب الكليني
المتوفي سنة ٣٢٩ هـ

حسن أو موثق: (مرآة العقول، جلد 26 صفحه 213)

الجزء الثامن

منشورات الفجر
بيروت - لبنان



۱۸ الاختصاص

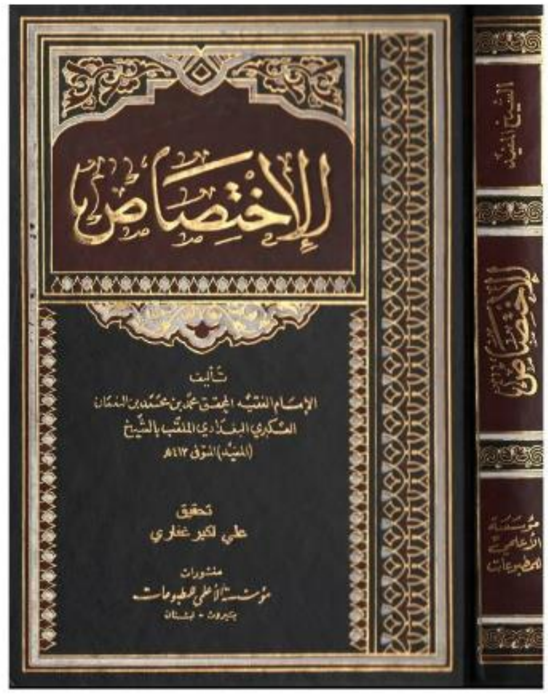
عدّةٌ من أصحابنا، عن محمّد بن الحسن(۱)، عن محمّد بن الحسن الصفّار، عن أيّوب بن نوح، عن صفوان بن يحيى، عن مثنّى بن الوليد الحنّاط، عن بريد بن معاوية، عن أبي جعفر عليه السلام قال: ارتدّ الناس بعد النبيّ صلى الله عليه وآله إلاّ ثلاثة نفر: المقداد ابن الأسود، وأبو ذرّ الغفاريُّ، وسلمان الفارسيُّ، ثمّ إنَّ النّاس عرفوا ولحقوا بعد.

وعنه عن محمّد بن الحسن، عن محمّد بن الحسن الصفّار، عن محمّد بن الحسين، عن موسى بن سعدان، عن عبد الله بن القاسم الحضرميّ، عن عمرو بن ثابت قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إنَّ النبيَّ صلى الله عليه وآله لمّا قبض ارتدّ النّاس على أعقابهم كفّاراً إلا ثلاثاً: سلمان والمقداد، وأبو ذرّ الغفاريُّ؛ إنّه لمّا قبض رسول الله صلى الله عليه وآله جاء أربعون رجلاً إلى عليّ بن أبي طالب عليه السلام فقالوا: لا والله لا نعطي أحداً طاعة بعدك أبداً، قال: ولم؟ قالوا: إنّا سمعنا من رسول الله صلى الله عليه وآله فيك يوم غدير [خمّ]، قال: وتفعلون؟ قالوا: نعم، قال: فأتوني غداً محلّقين، قال: فما أتاه إلاّ هؤلاء الثلاثة، قال: وجاءه عمّار بن ياسر بعد الظهر فضرب يده على صدره، ثمّ قال له: ما لك أن تستيقظ من نومه الغفلة، ارجعوا فلا حاجة لي فيكم أنتم لم تطيعوني في حلق الرّأس فكيف تطيعوني في قتال جبال الحديد، ارجعوا فلا حاجة لي فيكم(۲).

ذكر السابقين المقربين من أمير المؤمنين عليه السلام

حدّثنا جعفر بن الحسين، عن محمّد بن جعفر المؤدّب: الأركان الأربعة سلمان، والمقداد، وأبو ذرّ، وعمّار هؤلاء الصحابة. ومن التابعين: أُويس بن أنيس القرنيُّ الذي يشفع في مثل ربيعة ومضر(۳)، عمرو بن الحمق الخزاعيّ - وذكر جعفر ابن الحسين أنّه كان(٤) من أمير المؤمنين عليه السلام بمنزلة سلمان من رسول الله صلى الله عليه وآله - رُشيد الهجريُّ، ميثم التمّار، كميل بن زياد النخعيُّ، قنبر مولى أمير المؤمنين عليه السلام،

(۱) يعني محمد بن الحسن بن الوليد والحديث رواه الكشي في رجاله ص ٥. ونقله المجلسي في البحار عن الكتاب، ج ٨، ص ٧٢٥.
(۲) روى نحوه الكشي في رجاله وأوردهما المجلسي رحمه الله في البحار ج ٨، ص ٤٧ و ٥١.
(۳) روى الكشي في رجاله ص ٦٥ حديثاً طويلاً فيه: قال النبي صلى الله عليه وآله ذات يوم لأصحابه: أبشروا برجل من أمتي يقال له: أويس القرني فإنه يشفع مثل ربيعة ومضر. الخ.
(٤) يعني أويس بن أنيس.



2-کیا مرتدین اسلام کے نام پر جہاد کرتے رہے اور امام حسین کے حامی جنہوں نے بعد از شہادت حسین بیعت یزید کو توڑا کیا ان صحابہ کا بھی شمار مرتدین میں ہوتا ہے یا نہیں ؟

3-کیا تمام امہات المومنین مرتد ہو چکی تھی جبکہ قرآن نے انہین مومنین کی ماں کہا ہے؟

4-کیا علی ان مرتدین کے فتنے سے ڈرتے تھے علیؓ کی تلوار ذولفقار کہاں تھی ؟

پانچویں وجہ :روم کا خطرہ

1-کوئی روم خطرہ نہین تھا ابو بکر صدیق کے دور مین تو مسلمان گئے ہی نہین روم کی طرف وہ تو عہد عمر فاروق مین روم کو فتح کیا گیا۔

2-روم کا اصل خطرہ تو جنگ جمل و صفین مین تھا لیکن سب مانتے ہین کہ یہ جنگ حضرت علی نے پھر بھی لڑی چنانچہ اس بابت ابن کثیر لکھتے ہین کہ

دوسری طرف مغرب میں قیصر روم نے بھی جنگ صفین کا فائدہ اٹھانے کے لیے شام پر حملہ کا منصوبہ بنایا قیصر روم نے حضرت معاویہ کو ساتھ ملانے کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ ان کا اقتدار رومی سلطنت کے لیے خطرہ بن چکا تھا، اور شامی افواج اس کی فوجوں کو مغلوب کر کے سرنگوں کر چکی تھیں، اس لیے اس نے جب یہ دیکھا معاویہ، علی (درحقیقت باغی تحریک نہ کہ حضرت علی) سے جنگ میں مشغول ہیں تو وہ بڑی فوج کے ساتھ قریبی علاقے میں چلا آیا اور حضرت معاویہ کو لالچ دیا (کہ وہ اس کے ساتھ مل جائیں) حضرت معاویہ نے اس کو لکھا: "واللہ! اگر تم نہ رکے اور اے لعین! اپنے ملک واپس نہ گئے تو میں اور میرا چچا زاد بھائی (علی) آپس میں اتحاد کر لیں گے اور تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں گے۔ روئے زمین کو تم پر تنگ کر کے رکھ دیں گے۔ اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کی ٹھان ہی لی ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے ساتھی (علی) سے صلح کر لوں گا۔ پھر تمہارے خلاف ان کا جو لشکر روانہ ہو گا، اس کے ہراول دستے میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو جلا ہوا کوئلہ بنا دوں گا اور تمہاری حکومت کو گاجر مولی کی طرح اکھاڑ پھینکوں گا۔" یہ خط پڑھ کر قیصر روم ڈر گیا اور اس نے جنگ بندی کی اپیل کی۔

بحوالہ : ابن کثیر،400/11۔ ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان (سنہ 60ھ)

پانچویں وجہ : مولا علیؑ نے دین کی حفاظت کی

1-کیا خاک دین حفاظت کی بقول شیعہ پورا عرب مرتد بن چکا تھا طلقاء بھی کام کر رہے تھے اور اپنا بی بی کو شہید بھی کر دیا علی سے زبردستی بیعت بھی لے لی اور اس کا حق خلافت بھی غصب کر لیا حکومت اسلامی کی باگ دوڑ مرتدین اور منافقین کے ہاتھوں مین جا چکی تھی اور علی ایک مجھول وصیت کو پکڑ کر سب دیکھتا رہا۔

2-جبکہ سچ تو یہ ہے کہ ایک جھوٹ کے چھپانے کے واسطے سو جھوٹ مزید بولنے پڑتے ہین اللہ کی لعنت جھوٹ بولنے والوں پر تمام فرشتوں کی لعنت ہو اور لعنتوں کی لعنت ہو صحابہ پر بہتان لگانے والوں پر۔

حتمی تبصرہ:

اب چار داخلی دشمن اور ایک باھر سے اب اس عالم میں مولا تلوار کیسے اٹھاے ...اب اگر مولا تلوار اٹھاتا ہے تو اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے پھر وہ سازشی لوگ منافقین اور مرتد تو مکمل طور پر غالب آجاتے پھر اسلام کا تو کوئی نام نشان نہیں پچتا

جوابی تبصرہ:

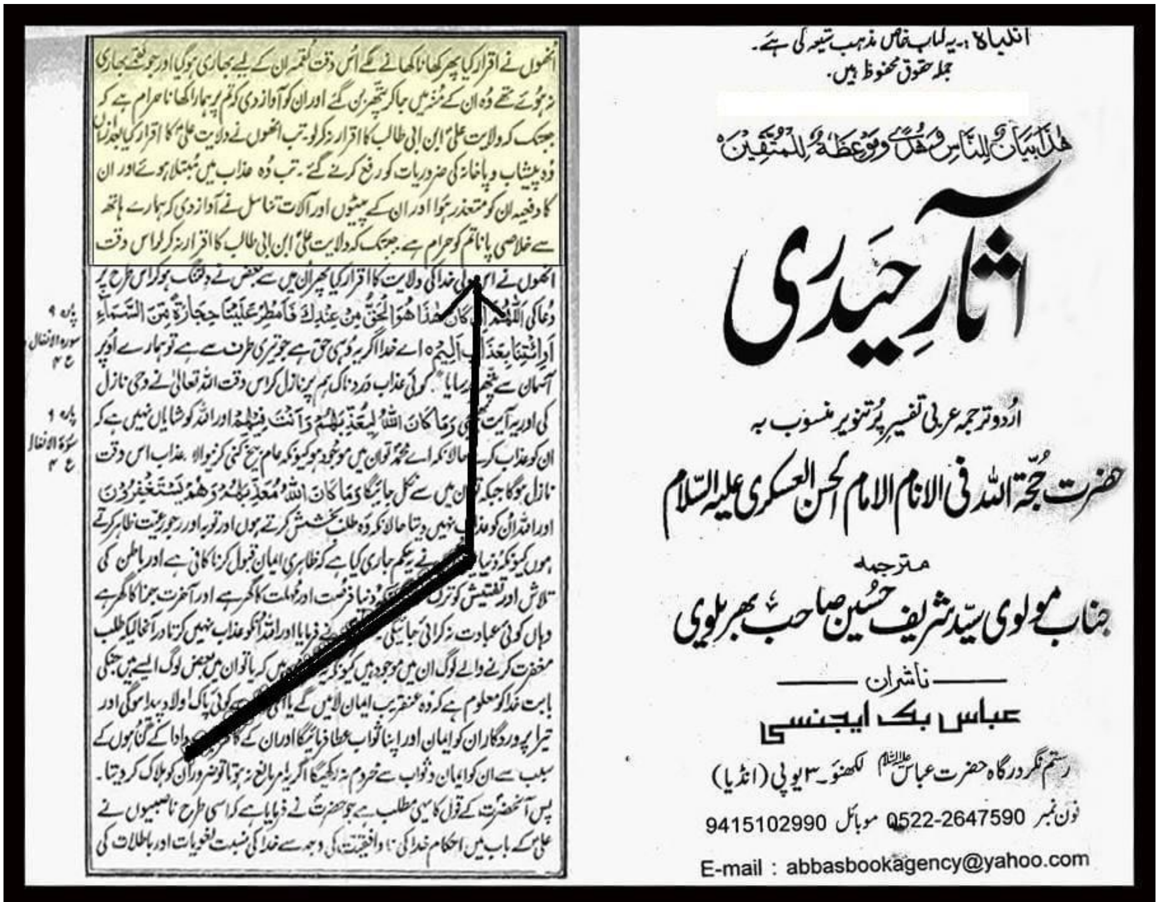
لکھتا ہے اگر تلوار اٹھا لیتے تو تو پھر تو مرتدین غالب آ جاتے

ا-مین پوچھتا ہوں تمہارے جھوٹ کے نزدیک تو وہ تو پہلے ہی غالب آ چکے تھے حکومت پچیس سال انہوں نے کی بی بی کا فدک بھی کھالیا بی بی کو قتل بھی کر دیا پھر علی کا حق خلافت بھی کھالیا پھر

امام حسن سے امیر معاویہ نے اپنے ہاتھ پر بیعت بھی کروالی امام حسن و حسین دونوں اس پر راضی رہے

۲۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہو علی کی تلوار کو خیبر والے دن اگر جبریل نا روکتے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے دوسری طرف اتنا بزدل ظاہر کرتے ہو جس سے زبردستی بیعت لی جاتی ہے اور جو مرتدین و منافقین سے شکست کھا جائے اور انہی کی بیعت کر لے چنانچہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ اہلبیت کا بھی گستاخ ہے۔

۳۔ شیعوں کے نزدیک جو شخص ولایت علی منکر ہوتا ہے اس کا پیشاب و پاخانہ بند ہو جاتا اور جب تک دل سے اقرار نا کر لے تو جاری نہین ہوتا اور دوسری طرف حضرت علی مدینے کے سازشی عناصر سے خوف زدہ تھے :



انھوں نے اقرار کیا پھر کھانا کھانے لگے اُس وقت لُقمہ ان کے لیے بھاری ہو گیا اور جو لُقمے بھاری نہ ہوئے تھے وُہ ان کے مُنہ میں جا کر پتھر بن گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا کھانا حرام ہے کہ جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو۔ تب انھوں نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا بعد ازاں وُہ پیشاب و پاخانہ کی ضروریات کو رفع کرنے گئے۔ تب وُہ عذاب میں مُبتلا ہوئے اور ان کا دفعیہ ان کو متعذر ہُوا اور ان کے پیٹوں اور آلات تناسل نے آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی پانا تم کو حرام ہے۔ جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو اس وقت انھوں نے امیر ولی خدا کی ولایت کا اقرار کیا پھر ان میں سے بعض نے دلتنگ ہو کر اس طرح پر دُعا کی اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اے خدا اگر یہ وہی حق ہے جو تیری طرف سے ہے تو ہمارے اُوپر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی عذاب دردناک ہم پر نازل کر اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور یہ آیت بھیجی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اور اللہ کو شایاں نہیں ہے کہ ان کو عذاب کرے حالانکہ اے محمدؐ تو ان میں موجود ہو کیونکہ عام بیخ کنی کرنیوالا عذاب اس وقت نازل ہوگا جبکہ تو ان میں سے نکل جائیگا وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور اللہ اُن کو عذاب نہیں دیتا حالانکہ وُہ طلب بخشش کرتے ہوں اور توبہ اور رجوع نیت ظاہر کرتے ہوں کیونکہ دُنیا میں ... نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ ظاہری ایمان قبول کرنا کافی ہے اور باطن کی تلاش اور تفتیش کو ترک ... دُنیا فرصت اور مُہلت کا گھر ہے اور آخرت جزا کا گھر ہے وہاں کوئی عبادت نہ کرائی جائیگی ... نے فرمایا اور اللہ اُنکو عذاب نہیں کرتا در آنحالیکہ طلب مغفرت کرنے والے لوگ ان میں موجود ہیں کیونکہ ... نہیں کرتا تو ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جنکی بابت خدا کو معلوم ہے کہ وُہ عنقریب ایمان لائیں گے یا ... کوئی پاک اولاد پیدا ہوگی اور تیرا پروردگار ان کو ایمان اور اپنا ثواب عطا فرمائیگا اور ان کے ... دادا کے گناہوں کے سبب سے ان کو ایمان و ثواب سے محروم نہ رکھیگا اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو ضرور ان کو ہلاک کر دیتا۔ پس آنحضرتؐ کے قول کا یہی مطلب ہے جو حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ناصبیوں نے علیؑ کے باب میں احکام خدا کی ... واقفیت کی وجہ سے خدا کی نسبت لغویات اور باطلات کی

پارہ ۹ سورہ الانفال ع ۴

پارہ ۹ سورۃ الانفال ع ۴

انڈیا ۸۔ یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے۔
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝

آثارِ حیدری

اُردو ترجمہ عربی تفسیر پُر تنویر منسوب بہ

حضرت حُجّۃ اللہ فی الانام الامام الحسن العسکری علیہ السّلام

مترجمہ

جنابِ مولوی سیّد شریف حُسین صاحبؒ بھربلوی

ناشران

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباس علیہ السّلام لکھنؤ۔۳ یوپی (انڈیا)

فون نمبر 0522-2647590 موبائل 9415102990

E-mail : abbasbookagency@yahoo.com

ہماری طرف سے جواب الجواب مکمل ہوا۔